کلیسا میں قتل

مترجم
قرۃ العین حیدر

مصنف
ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ

کردار

کنٹربری کی عورتوں کا کورس

کینتھڈرل کے تین پادری

ایک پیغامبر

آرچ بشپ ٹامس بیکٹ

چار شیاطین

خدام

آرچ بشپ کا ایوان - ۲ دسمبر ۱۱۷۰ء

(نوٹ) — اشارات کے لئے دیکھئے صفحہ ۲۴۶

کورس ۔ آؤ یہاں گرجا کے نزدیک کھڑے ہو جائیں ۔ یہاں انتظار کریں ہمیں خطرے
نے اپنی اور کھینچا ہے؟ تحفظ کا خیال ہمارے قدم گرجا کی اور لئے جاتا ہے؟
ہم کنٹربری کی بے چاری بے چاری عورتوں کے لئے کیا خطرہ ہو سکتا
ہے؟ کون مصیبت ہے جس سے ہم پہلے سے آشنا نہیں؟ ہمارے لئے
کوئی خطرہ نہیں ۔ اور گرجا کے اندر کوئی حفاظت نہیں۔ ایک ایسے واقعہ
کی پیش آگہی ۔ جسے ہماری آنکھیں دیکھنے پر مجبور ہوں گی ۔ ہمارے قدم کلیسا کی
طرف گھسیٹ رہی ہے ۔ ہم گواہی دینے کے لئے مجبور ہیں۔

جب سنہرا اکتوبر تاریک نومبر میں ڈھلا اور باغوں میں سیب توڑے اور جمع
کئے گئے اور زمین پانی اور کیچڑ کے ویرانے اور موت کے بھورے اور نوکیلی
ٹھنٹھ والے بہیڑ میں تبدیل ہو گئی، تب سے سالِ نو منتظر ہے۔ سانس لیتا
ہے ۔ اندھیارے میں سرگوشی کر رہا ہے اور مزدور کیچڑ میں لت پت جوتے ایک
طرف کو پھینک کر آگ کی جانب ہاتھ بڑھاتا ہے۔ سالِ نو منتظر ہے۔ قسمت
آمد کی منتظر ہے۔

وہ کون ہے جو آگ کی جانب ہاتھ بڑھا کر یوم اولیا کو اور ان شہدا کو
یاد کرتا ہے جو منتظر ہیں؟ کون اپنے ہاتھ آگ کی جانب بڑھا کر اپنے آقا سے
منکر ہوگا ؟ کون آگ کے پاس گرمی حاصل کر کے اپنے آقا سے منکر ہوگا؟

سات سال ۔ اور موسم گرما گذر گیا ۔ سات سال ۔ ہمارے اسقف اعظم
کو ہم سے جدا ہوئے سات سال ہو گئے ۔ ہمارا اسقف اعظم جو ہمارے ساتھ
کتنی شفقت سے پیش آتا تھا ۔ لیکن اس کا واپس آنا اچھا نہیں۔

چاہے بادشاہ حکومت کرے چاہے اس کے نواب ۔ ہم نے مختلف قسم
کے ستم اٹھائے ہیں۔ لیکن عموماً ہمیں ہمارے حال پہ چھوڑا گیا اور ہم اپنے حال پر
قانع ہیں۔

ہم اپنے گھر سلیقے سے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں شرمیلا اور محتاط بیوپاری

تھوڑی سی پونجی جمع کرنے کی فکر میں ہے۔ مزدور اپنے زمین کے ٹکڑے پر جھکتا ہے۔ مٹی کا رنگ اُس کا اپنا رنگ ——— اور اپنی گمنامی میں خوش ہے۔

اب مجھے خاموش موسموں کے اضطراب کا ڈر ہے۔ سمندر سے موت ساتھ لے کر جاڑا آئے گا۔ تباہ کن بہار ہمارے دروازے کھٹکھٹائے گی۔ جڑیں اور کونپلیں ہماری آنکھوں اور ہمارے کانوں کو نگلیں گی۔ قیامت خیز گرما ہماری ندیوں کی تہہ کو جھلا ڈالے گا۔ غربا، ایک اور بوسیدہ اکتوبر کی راہ دیکھیں گے۔ موسم گرما خزاں کے الاؤ اور جاڑوں کے کہرے کا نعم البدل کیوں بنے؟ ہم گرمیوں کی حدت میں اپنے سنسان باغوں کے اندر بیٹھ کر اگلی اکتوبر کا انتظار کرنے کے سوا اور کیا کریں گے؟ کوئی آفت ہمارے اوپر منڈلا رہی ہے۔ ہم منتظر ہیں۔ ہم منتظر ہیں۔ اولیا اور شہدا منتظر ہیں۔ ان لوگوں کے منتظر ہیں جو شہدا اور اولیا بننے والے ہیں۔ قسمت خداوند خدا کے ہاتھوں میں منتظر ہے۔ اس شے کی تشکیل میں معروف جس کی اب تک کوئی شکل نہ تھی۔ مجھے یہ چیزیں آفتاب کی کرنوں میں نظر آئی ہیں۔ قسمت خداوند خدا کے ہاتھوں میں منتظر ہے۔ سیاست دانوں کے ہاتھوں میں نہیں۔ سیاست داں جو چند اچھے ہیں چند بُرے۔ جو منصوبے بناتے ہیں۔ قیاس آرائیاں کرتے ہیں، ان کی اغراض ان کے ذریعے وقت کے سانچے میں الٹی ملٹی رہتی ہیں۔ اے بشاش دسمبر تیرا کون سواگت کرے گا۔ تجھے کون سنبھالے گا۔ کیا ابنِ آدم حقارت کے گھورے پر دوبارہ جنم لینے والا ہے؟ ہم غریبوں کے لئے کوئی راہِ عمل نہیں۔ سوا انتظار کرنے اور دیکھنے کے کوئی چارہ نہیں۔ کوئی اور راہِ عمل نہیں۔

(پادری داخل ہوتے ہیں)

پہلا پادری۔ سات سال۔ اور موسم گرما گذر گیا۔ آرچ بشپ کو ہم سے جدا ہوئے سات سال ہوگئے۔

دوسرا پادری۔ آرچ بشپ اور ہمارے شہنشاہ پاپائے روم ہمارے صندی بادشاہ اور شاہ فرانس کے
ساتھ مل کر مسلسل سازش، جتھہ بندی، گفت و شنید جوڑ توڑ اور ملاقاتوں میں مصروف
ہیں جو فرانس میں کہیں نہ کہیں برابر کی جا رہی ہیں۔

تیسرا پادری۔ مجھے دنیاوی حکومت کے فن میں سوائے دغا، ریاکاری اور خیانت کے کوئی چیز قطعی
دکھلائی نہیں دی۔ چاہے بادشاہ راج کرے چاہے اس کے نواب۔ مضبوط آدمی
طاقت سے اور کمزور تلوّن کے ذریعے اپنی بات منواتا ہے۔ ان کے یہاں صرف
ایک قانون ہے۔ زبردستی اقتدار حاصل کرو اور اسے اپنے تصرف میں رکھو۔ ثابت قدم لوگ
دوسروں کی حرص اور بدعملی سے فائدہ اٹھاتے ہیں کمزور خود اپنے ساتھیوں کا
نوالہ بن جاتا ہے۔

پہلا پادری۔ جب پھاٹک پر کھڑے ہوئے فقیر اپنے ساتھی کو۔ اپنے خدا کو جو ان کا باپ ہے
بھول جائیں گے۔ بھول جائیں گے کہ ان کے پاس ایک دوست موجود تھا اس
وقت تک یہ چیزیں ختم ہوں گی؟

(پیغامبر آتا ہے)

پیغامبر۔ خدا کے خادمو اور ہیکل کے نگہبانو۔ میں بغیر کسی تفصیلی تمہید کے تمہیں مطلع کرنے آیا
ہوں کہ آرچ بشپ انگلستان آ گئے اور شہر کے قریب پہنچ چکے ہیں جس قدر جلد
ممکن ہو سکا میں ان کے آگے آگے دوڑا آیا ہوں کہ تمہیں ان کی آمد کی خبر دیدوں
اور تم ان سے ملاقات کی تیاری کر سکو۔

پہلا پادری۔ جلاوطنی ختم ہوئی؟ ہمارے آرچ بشپ کی بادشاہ سے دوبارہ دوستی ہو گئی، دو
غیور اور خود دار آدمیوں میں صلح؟

تیسرا پادری۔ ہتھوڑے اور اہرن کے درمیان کیونکر امن ہو سکتا ہے؟

دوسرا پادری۔ ہمیں بتلاؤ۔ پرانے جھگڑے ختم ہوئے؟ غرور کی دیوار جو دونوں کے درمیان کھڑی تھی،
ڈھادی گئی؟ یہ امن ہے یا جنگ؟

پہلا پادری۔ آرچ بشپ مکمل یقین کے ساتھ آئے ہیں یا محض روما کی طاقت، روحانی حکومت،

حق کی ضمانت اور عوام کی محبت کے سہارے تشریف لاتے ہیں؟

پیغامبر۔ ایک حد تک بے یقینی کا اظہار کرنے میں آپ حق بجانب ہیں۔ آرچ بشپ اپنے استحقاق کا ادعا کرتے ہوئے اپنی خود داری اور اپنے الم کی معیت میں واپس آئے ہیں۔ ان کو عوام کی عقیدت پر مکمل بھروسہ ہے جنہوں نے انتہائی جنونی جوش وخروش کے ساتھ خوش آمدید کہا اور سڑکوں کے کنارے قطار اندر قطار کھڑے ہو کر راہ میں اپنے لبادے بچھائے اور پتیاں اور موسم کے آخری پھول بچھا دئے۔ شہر کے راستوں پر تل دھرنے کو جگہ نہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آرچ بشپ کے گھوڑے کو اپنی دُم سے ہاتھ دھونا پڑیں گے جس کا ایک ایک بال تبرک میں تبدیل ہو چکا ہے۔ آرچ بشپ پاپائے روم اور شاہ فرانس کے ہم خیال ہیں۔ شاہِ فرانس انہیں اپنی سلطنت میں ٹھہرانا چاہتا تھا۔ رہا ہمارا بادشاہ۔ اس کی بات دوسری ہے۔

پہلا پادری۔ لیکن یہ امن ہے یا جنگ؟

پیغامبر۔ امن۔ لیکن محبت والا امن نہیں۔ اگر میری پوچھئے تو یہ سارا لیپا پتا معاملہ ہے۔ اگر میری پوچھئے تو آرچ بشپ سبز باغ دیکھنے والے آدمی نہیں۔ نہ وہ کبھی اپنے دعووں میں کمی کریں گے۔ یہ امن نہ کسی قسم کا انجام ہے نہ آغاز۔ سب کو معلوم ہے کہ آرچ بشپ نے بادشاہ سے رخصت ہوتے وقت کہا تھا۔ خداوند۔ انہوں نے کہا تھا میں آپ سے اس انسان کی حیثیت سے رخصت ہو رہا ہوں۔ جسے اس زندگی میں دوبارہ نہ دیکھوں گا۔ میں نے معتبر ترین ذرائع سے یہ بات سنی ہے۔ آرچ بشپ کا کیا مطلب تھا اس کے متعلق مختلف رائیں ہیں۔ لیکن ان کے ان الفاظ کو اچھا شگون کوئی بھی نہیں سمجھتا۔

(جاتا ہے)

پہلا پادری۔ مجھے آرچ بشپ کے لئے ڈر لگ رہا ہے۔ میں کلیسا کی طرف سے فکرمند ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اچانک اقبال مندی سے پیدا ہونے والا غرور شدید ترین دشمنی کی بدولت زیادہ گہرا ہو جاتا ہے۔ میں نے آرچ بشپ کو چانسلر کی حیثیت میں دیکھا ہے۔ جب

بادشاہ ان کی خوشامد کرتا تھا اور اہلِ دربار اپنے متکبرانہ انداز میں یا ان کو پسند کرتے تھے یا ان سے خائف تھے۔ لوگ آرچ بشپ سے متنفر تھے اور آرچ بشپ لوگوں سے۔ وہ ہمیشہ الگ تھلگ رہے۔ ہمیشہ ہجوم سے باہر رہے۔ ہمیشہ غیر محفوظ رہے۔ ان کی حیثیت ان کی نیکیوں پر اور دریا دلی پر مبنی تھی۔ ان کو دنیا وی ساز باز سے حاصل کئے ہوئے اقتدار سے نفرت تھی۔ وہ محض خدائے ذوالجلال کی اطاعت کے خواہاں تھے اگر ہمارا بادشاہ زیادہ عظیم یا زیادہ کمزور ہوتا تو حالات طامس کے لئے مختلف ہو سکتے تھے۔

پہلا پادری۔ ہمارا آقا واپس آگیا۔ ہمارا آقا اپنے لوگوں میں واپس آگیا۔ ہم نے ایک دسمبر سے دوسرے تاریک دسمبر تک بہت انتظار کھینچا۔ آرچ بشپ کا سایہ ہمارے سروں پر ہو گا۔ وہ ہمیں حکم دے گا۔ نصیحتیں کرے گا۔ ہمارا آقا پاپائے روم کے ساتھ ہے۔ اور شاہ فرانس کے ساتھ ہے۔ ہم چٹان کا سہارا لے سکتے ہیں۔ ہم نوابوں اور جاگیرداروں کی فوجوں کے مستقل جوار بھاٹا کے مقابلے میں، اپنے قدم زمین پر مضبوطی سے جما سکتے ہیں خدا کی چٹان ہمارے قدموں کے نیچے ہے۔ چلو ہم پُر خلوص تشکر کے ساتھ آرچ بشپ سے جا کر ملیں۔ ہمارا آقا ہمارا اُسقُف واپس آتا ہے اس کی آمد سے ہمارے شبہات زائل ہو چکے ہیں۔ چلو خوشیاں منائیں۔ میں نے کہا خوشی منائیں اور اس کے سواگت کے لئے اپنا مسرور چہرہ اس کے سامنے پیش کریں۔ میں آرچ بشپ کا آدمی ہوں۔ چلو ہم اس کا استقبال کریں۔

تیسرا پادری۔ اچھائی ہو یا بُرائی۔ پہیہ گھومنے دو۔ سات برس یہ پہیا ٹھہرا رہا اور کوئی فائدہ نہ ہوا۔
اچھائی ہو یا بُرائی پہیہ گھومنے دو۔

اچھائی یا بُرائی کا انجام کس نے دیکھا ہے؟ جب تک چکی ٹھہری تھی اور سڑک کے دروازے بند ہوں اور کھیتی کی ساری بیٹیاں کو تابع کر لیا جائے۔

کورس۔ یہاں کوئی مسلسل شہر نہیں ہے۔ کوئی مستقل قیام۔ موسم خراب ہے۔ زمانہ خراب ہے نفع غیر یقینی۔ اور خطرہ غیر یقینی۔ آہ ——— تاخیر ——— تاخیر ——— وقت گذر گیا۔ یہ سال منحوس ہے۔ ہوائیں منحوس ہیں۔ سمندر تلخ ہے آسمان تاریک۔

تاریک، تاریک۔

اے طاؤس واپس جا۔ آرچ بشپ۔ فرانس واپس جا۔ واپس جا۔ جلدی جلدی۔ ہمیں خاموشی سے مرجانے کے لئے چھوڑ دے۔

تم تالیوں اور مسرت و شادمانی کے جلو میں آتے ہو اور اپنے ہمراہ موت لیکر کنٹربری میں داخل ہوئے ہو۔ گھر پر ہلاکت کا سایہ ہے۔ تمہارے اوپر ہلاکت کا سایہ ہے۔ دُنیا پر لعنت طاری ہو چکی ہے۔ ہم اتنا چاہتے ہیں کہ کوئی بات نہو۔ کوئی چیز وقوع پذیر نہ ہو۔ سات برس ہم خاموشی سے زندہ رہ کر دوسروں کو اپنی طرف متوجہ ہونے سے باز رکھنے میں کامیاب رہے۔ زندہ اور ادھورے زندہ۔ ظلم اور عیش۔ افلاس اور افراط۔ چھوٹی چھوٹی بے انصافیوں کے باوجود ہم جئے چلے گئے۔ زندہ اور ادھورے زندہ۔ اکثر فصلیں خراب ہوئیں۔ ایک برس ٹوٹ کر بارش ہوئی۔ ایک برس کال پڑا۔ ایک برس سیب خوب پیدا ہوئے۔ دو برس آلوچے برباد ہو گئے۔ پھر بھی ہم جئے چلے گئے زندہ اور ادھورے زندہ۔

ہم نے مذہبی تہوار منائے۔ ہم نے جَو اور سیب کی شراب کشید کی۔ سردیوں کیلئے ایندھن اکٹھا کیا۔ ہم نے پیدائشیں دیکھیں اور جنازے اور شادیاں۔ ہمارے یہاں کئی بدنامیاں بھی ہوئیں۔ ہم کو ٹیکسوں نے مارا۔ ہم ہنسے اور بولے۔ بہت سی لڑکیاں بھاگ گئیں۔ بہت سی نہیں بھاگ سکیں۔ ہم سب اپنی اپنی ذاتی دہشت کا سامنا کر چکے ہیں۔ اپنی مخصوص پرچھائیں کا۔ اپنے پوشیدہ ہول کا۔ لیکن اب ہمارے اوپر ایک عظیم خوف مسلط ہے۔ یہ خوف صرف ایک کا نہیں۔ بہت سوں کا ہے۔ خوف پیدائش اور موت کی طرح کا خوف، جب ہم پیدائش اور موت کو تنہا خلا میں الگ الگ دیکھتے ہیں۔ ہم اس خوف سے ڈر رہے ہیں جسے ہم نہیں جانتے۔ جس کا مقابلہ نہیں کر سکتے جسے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ہمارے دل ہمارے پہلو سے چیر لئے گئے ہیں۔ ہمارے دماغ پیاز کے چھلکوں کی مانند ادھیڑے جا چکے ہیں۔ ہم ایک آخری خوف میں جسے کوئی نہیں سمجھتا اپنے آپ کھو گئے ہیں۔ کھو گئے ہیں۔ اے طاؤس، آرچ بشپ، اے طاؤس ہمارے آقا۔ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے۔

ہمیں ہمارے حقیر اور داغدار وجود کے گھیر میں تنہا چھوڑ دے۔ گھر کی ہلاکت اور آرچ بشپ کی
ہلاکت اور دنیا کی ہلاکت کا سامنا کرنے کیلئے ہم سے نہ کہہ آرچ بشپ اپنے مقدس محفوظ اور
مامون اور پرچھائیوں کے درمیان مطمئن تھے اندازہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے انسانوں کیلئے قسمت کے
چکر میں گھسٹنے کے کیا معنی ہیں؟ چھوٹے چھوٹے انسان جو چھوٹی چھوٹی چیزوں کے درمیان زندہ
ہیں؟ انکے دماغوں کے بوجھ کا اندازہ ہے جو گھر کی تباہی اور اپنے آقا کی تباہی اور دنیا کی تباہی
کا سامنا کرنے کے لئے کھڑے ہیں؟

اے طامس آرچ بشپ ہمیں چھوڑ دے چھوڑ دے۔ بدمزاج ڈوور کو خیر باد کہہ اور فرانس چلا جا۔
طامس ہمارا آرچ بشپ جو فرانس میں بھی ہمارا اسقف اعظم رہے گا۔ طامس آرچ بشپ تاریک
آسمان اور تلخ سمندر کے درمیان سفید بادبان پھیلا اور ہمیں چھوڑ کر فرانس چلا جا۔

دوسرا پادری۔ احمق۔ گستاخ اور بکواسی عورتو۔ ایسے موقعہ پر اس طرح کی باتیں کرتی ہو۔ کیا تم نہیں جانتیں
کہ اچھے آرچ بشپ آیا ہی چاہتے ہیں۔ سڑکوں پر ہجوم تالیاں بجا رہا ہے اور تم ہو کہ درخوس
کی پھننگ پر بیٹھے ہوئے مینڈکوں کی طرح ٹرائے جاتی ہو۔ مینڈک کم از کم پکا کر کھائے تو
جا سکتے ہیں! اپنے حقیر خدشات میں، تم جس کسی بات سے بھی خوف زدہ ہو، کم از کم اپنے
چہروں پر ذرا سی بشاشت طاری کر کے ہمارے اچھے آرچ بشپ کا جوشیلا خیر مقدم کرو۔

(طامس داخل ہوتا ہے)

طامس ۔ خاموش! انہیں اپنے وجد میں اسی طرح رہنے دو۔ یہ نہیں جانتیں کہ کیسی گہری باتیں کہہ رہی
ہیں جو خود تمہاری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ انہیں معلوم ہے اور نہیں بھی معلوم کہ عمل کرنے اور
دکھ اٹھانے کے کیا معنی ہیں۔

انہیں معلوم ہے اور نہیں بھی معلوم کہ عمل ہی دکھ ہے اور دکھ عمل۔ نہ عامل دکھ اٹھاتا ہے نہ
معمول عمل کرتا ہے لیکن دونوں ایک ابدی عمل میں متعین کر دیئے گئے ہیں۔ روح کا لازمی
دکھ اور ابدی صبر جس کے لئے سب راضی رضا ہوں اور دکھ اٹھانا سب کے لئے برحق
ہے اپنی خوشی سے دکھ اٹھاؤ تاکہ خدا تک پہنچ سکو۔ تاکہ ترتیب قائم رہ سکے۔ کیونکہ ترتیب
عمل ہے اور دکھ بھی ہے۔ تاکہ پہیہ گھومتا رہے اور ابدالآباد تک کے لئے تھم بھی جائے

دوسرا پادری۔ آقا مجھے معاف کیجئے میں نے آپ کو آتے نہ دیکھا۔ میں ان بے وقوف عورتوں کی بکواس میں اتنا محو تھا۔ آقا ہمیں معاف کیجئے اگر پہلے سے اطلاع مل گئی ہوتی تو ہم آپ کا اس سے بہتر طریقے سے استقبال کرتے۔ لیکن خداوند! آپ کو معلوم ہے ان سات دنوں میں کنٹربری جس طرح سواگت کے لئے تیار ہوتا مگر سات برس کے انتظار، سات برس کی دعاؤں، سات برس کے خلا، نے ہمارے دلوں کو زیادہ بہتر انداز میں سواگت کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

بہرحال میں آپ کے سارے کمروں میں آتش دان جلواتا ہوں تاکہ انگریزی دسمبر کی سردی دور ہو سکے۔ کیونکہ آپ بہتر موسم کے عادی ہو چکے ہیں۔ اپنے کمروں کو آپ ایسا ہی آراستہ پائیں گے جیسا آپ نے انہیں چھوڑا تھا۔

طامس۔ اور ان کو جیسا آراستہ پاؤں گا اتنا ہی آراستہ چھوڑنے کی کوشش کروں گا۔ میں تمہاری مہربانیوں کا بے انتہا مشکور ہوں۔ مگر یہ معمولی باتیں ہیں۔ کنٹربری میں آرام نہیں ہے۔ سرگرم دشمنوں نے بے چینی کے ساتھ ہمیں چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے بہت ممکن تھا کہ یارک لندن اور سلیس بری کے باغی بشپ ہمارے خطوط راستے ہی میں کھول لیتے۔ ساحل پر ان گنت جاسوس متعد کر کے وہ، ایسے لوگوں کو میرے استقبال کے لئے بھیج سکتے تھے جو مجھ سے شدید ترین نفرت کرتے ہیں۔ بفضلِ خدا ان کی پیش بینی سے آگاہ ہو کر میں نے اپنے خط ایک اور دن روانہ کیے۔ رود بار عبور کرتے وقت موسم خوشگوار تھا۔ سینڈ دِچ کے مقام پر میں نے بروک، وارن اور کینٹ کے شیرِیف کو موجود پایا جنہوں نے میرا سر اتارنے کی قسم کھا رکھی تھی لیکن سلس بری کے ڈین، جان نے بادشاہ کے ڈر اور غداری کے الزام کی تنبیہ کر کے انہیں اس ارادے سے باز رکھا۔ لہٰذا فی الحال ہم محفوظ ہیں۔

پہلا پادری۔ یہ لوگ اب بھی آپ کا تعاقب کر رہے ہیں؟

طامس۔ کچھ عرصہ تک بھوکا باز بلندی پر منڈلاتا رہے گا۔ پلٹ پلٹ کر، نیچے آ کر چکر کاٹے گا۔ حیلے بہانے اور موقع کا انتظار کرے گا۔

خاتمہ آسان ہو گا اور منجانب اللہ ۔ اس دوران میں ہماری اولین کاروائی کی حقیقت محض ایک سایہ ہو گی اور اچھائیوں کے ساتھ کش مکش۔ یہ وقفہ تکمیل کار سے بھی زیادہ سخت ہو گا۔ ساری چیزیں ملکر ایک واقعے کی تیاری کر رہی ہیں۔ دھیان سے دیکھو ۔

(پہلا شیطان داخل ہوتا ہے)

پہلا شیطان ۔ دیکھئے خداوند میں تکلفات کا قائل نہیں ۔ میں اس امید پر اپنا سارا غصہ فراموش کر کے یہاں آیا ہوں کہ پرانے دوستوں کو یاد کرتے ہوئے اپنی موجودہ سنجیدگی کے باوجود میری خرافات کو معاف فرمایئے گا ۔ ایک پرانے دوست سے جواب راندۂ درگاہ ہے آپ نفرت تو نہ کرینگے ؟ اپنا نام ۔ اپنا خوش مزاج ٹام بیکیٹ آف لندن ۔ آپ کنار دریا کی وہ شام نہ بھولے ہوں گے جب بادشاہ اور آپ اور میں اکٹھے دوستانہ، خوشگوار وقت گذارتے تھے ۔ دوستی کا رشتہ اتنا مضبوط ہونا چاہیئے جسے وقت اپنے دانتوں سے نہ کاٹ سکے ۔ اب جب کہ آپ بادشاہ کی خوشنودی دوبارہ حاصل کر چکے ہیں، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ موسم گرما گذر گیا اور اچھے وقت چند روزہ ہوتے ہیں جو سبزہ زاروں میں بانسریاں بجتی تھیں ایوانوں میں رباب چھیڑے جاتے تھے، ندی کی لہروں پر قہقہے اور سیب کے شگوفے تیرتے تھے ۔ رات پڑے گانا ہوتا تھا کمروں میں سرگوشیاں کی جاتی تھیں ۔ آگ کے شعلے سردی کے موسم کو چاٹتے تھے، بذلہ سنجی شراب اور دانشمندی کی گفتگو کے ساتھ تاریکی کو ختم کیا جاتا تھا ۔ اب آپ اور ملک معظم دوست ہیں ۔ اہلِ کلیسا کو اور اہلِ دنیا کو تفریح کی طرف واپس لوٹنا چاہیئے ۔ قہقہوں کو احتیاط سے قدم رکھنے کی اب ضرورت نہیں ۔

طامس ۔ تم ان موسموں کی بات کرتے ہو جو گذر چکے ۔ میں ان چیزوں کو یاد رکھتا ہوں جو قابلِ فراموش نہیں ۔

پہلا شیطان ۔ میں نئے موسم کی بات بھی کر رہا ہوں ۔ سرما میں بہار داخل ہو چکی ۔ شاخوں پر پالا کلیوں کی مانند ڈوبے گا ۔ نالوں پر جمی ہوئی برف سورج کی روشنی میں جگمگائے گی ۔ باغوں میں محبت کے نئے شگوفے کھلیں گے بشاشت اداسی سے ٹکر لیتی ہے ۔

طامس۔ ہم مستقبل کے متعلق زیادہ نہیں جانتے۔ سوا اس کے کہ نسلاً بعد نسلٍ ایک ہی طرح کی
چیزیں بار بار وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ انسان دوسروں کے تجربوں سے بہت کم سبق
لیتا ہے۔ لیکن ایک مخصوص فرد کی زندگی میں گیا وقت واپس نہیں آتا۔ رسّی کو کاٹ
ڈالو۔ ترازو پھینک دو۔ محض ایک احمق، اپنے حمق میں مستحکم، یہ سوچے گا کہ جس پہیے
پر وہ گھوم رہا ہے اسے خود گھما سکتا ہے۔

پہلا شیطان۔ خداوند۔ اقرار بھی اتنا ہی اچھا ہے جتنا اغماض۔ انسان جن چیزوں کو مسترد کرتا ہے
اکثر وہی اس کی پسندیدہ چیزیں ہوتی ہیں۔ اچھے وقتوں کے لئے جو جا چکے تھے مگر
لوٹ آئے، میں آپ کا خادم ہوں۔

طامس۔ لیکن اس انداز سے نہیں۔ اپنا رویہ تبدیل کرو۔ توبہ کرکے مسیح ناصری کے راستے
پر چلو۔

پہلا شیطان۔ اتنی تیزی مت دکھایئے! اگر آپ اتنا تیز چلیں گے تو دوسرے آپ سے کس
قدم آگے نکل سکتے ہیں۔ حضور والا حد سے زیادہ مدمغ ہیں۔ سب سے زور سے چنگھاڑنے
والا جانور بے ضرر نہیں ہوتا۔ ہمارے ولی نعمت، شاہ انگلستان کا یہ انداز نہ تھا
جس زمانے میں خدا کے گنہ گار بندے آپ کے دوست تھے آپ ان کے حق میں اتنے
کٹر نہ تھے۔ ذرا نرم ہو بھلے آدمی۔
نرم آدمی بہترین ضیافتیں کھانے کے لئے زندہ رہتا ہے۔ میرا دوستانہ مشورہ یہ ہے
کہ باز آؤ۔ ورنہ تمہارا حشر اچھا نہ ہوگا۔

طامس۔ تم بیس سال دیر سے آئے ہو!

پہلا شیطان۔ پھر میں تمہیں تمہاری قسمت کے حوالے کرتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اعلیٰ وارفع گناہوں
سے لطف اندوز ہونے کے لئے چھوڑتا ہوں۔ جن کی تم کو اتنی ہی اونچی قیمت ادا کرنا
پڑے گی۔ الوداع میرے آقا۔ میں تکلفات کا قائل نہیں۔ اس امید پر کہ آپ اپنی موجودہ
سنجیدگی کے باوجود میری خرافات کو معاف فرمائیے گا۔ میں جس طرح آیا تھا اسی طرح
واپس جاتا ہوں۔ اگر آپ کو میرے آقا، اپنی دعاؤں میں میرا خیال آئے گا تو میں بھی

سیڑھیوں کے نیچے چھوکریوں کو پیار کرتے وقت آپ کو یاد کروں گا۔

طامس۔ بھول جا اے دل جسے موسم گل کا خواب سمجھا تھا اور جو سرسراتا ہوا ہواؤں کے ساتھ دُور نکل گیا۔ ناممکنات میں میرے لئے اب بھی ترغیب اور کشش موجود ہے۔ ناممکن، ناقابلِ تمنا سوتی ہوئی آوازیں ایک مردہ دنیا کو جگائیں گی تاکہ دماغ حال کے لئے پوری طرح حاضر نہ رہے۔

(دوسرا شیطان داخل ہوتا ہے)

دوسرا شیطان۔ آقا۔ آپ مجھے بھول گئے شاید میں آپ کو یاد دلاتا ہوں۔ ہم کلیرنڈن میں ملے تھے۔ نارتھمپٹن میں۔ اور آخری مرتبہ تین میں۔ مون تیریل پر۔ اب کہ میں نے یہ یاد کرلیا ہے آیئے ان یادوں کو جو بہت زیادہ خوشگوار نہیں ان سے پہلے کی یادوں کے ساتھ جو زیادہ گمبھیر ہیں، ترازو میں تولیں۔ چانسلرشپ کی یادیں! دیکھئے۔ بعد کی یادیں کس طرح پلڑے میں اوپر اٹھ گئیں۔ آپ حکمت عملی کے استاد جس کا لوہا سب نے مانا، امورِ مملکت کو دوبارہ ہاتھ میں لیجئے۔

طامس۔ تمہارا مطلب؟

دوسرا شیطان۔ وہ چانسلرشپ جس سے آپ آرچ بشپ بننے کے بعد مستعفی ہو گئے تھے۔ جو آپ کی غلطی تھی ــــ اب بھی واپس مل سکتی ہے۔ سوچئے میرے آقا ــــ اقتدار ــــ کروفر اور ناموری میں تبدیل ہو جاتا ہے اور جب تک زندگی ہے ایک مستقل ملکیت ہے۔ ایک مقدس مقبرہ سنگِ مرمر کی یادگار۔ انسانوں پر حکومت کرنے کی خواہش دیوانگی نہیں۔

طامس۔ خدا کے بندے کو اس کی کیا خوشی!

دوسرا شیطان۔ الم مسرت ان کے واسطے ہے جو خدا کے لئے اپنی محبت وقف کر دیتے ہیں۔ وہ جو ٹھوس چیزوں کا مالک ہو جنگ کر دھوکے باز پرچھائیوں کے ساتھ گھومے گا، اقتدار حال ہے۔ تقویٰ اور تقدس سب مرنے کے بعد کی باتیں ہیں۔

طامس۔ پھر کون؟

دوسرا شیطان۔ چانسلر۔ بادشاہ اور چانسلر۔ بادشاہ حاکم ہے۔ چانسلر حکومت کرتا ہے۔ یہ جملہ کسی مدرسے میں نہیں پڑھایا جاتا۔ امراء کو تابع کرنا۔ غریبوں کی حمایت، تخت خداوندی کے نیچے انسان اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہے؟ بدمعاش کو تباہ کرنا، قوانین کو منضبط کرنا، بہتر اغراض کی خاطر نیکی کے ساتھ حکومت کرنا ___ انصاف سب کو برابر کر دیتا ہے اور اس سے دنیا بھی ملتی ہے اور شاید آخرت بھی۔

طامس۔ اس کے ذرائع کیا ہیں؟

دوسرا شیطان۔ اصل اقتدار ایک نوع کی اطاعت کی قیمت پر خریدا جاتا ہے آپ کا روحانی اقتدار دنیاوی عذاب ہے۔ اقتدار اس کے لئے حال میں موجود ہے جو اسے استعمال کرنا چاہے۔

طامس۔ اسے کون حاصل کرے گا؟

دوسرا شیطان۔ جو چاہے۔

طامس۔ کس مہینے میں؟

دوسرا شیطان۔ پہلے سے بعد والے میں۔

طامس۔ ہمیں اس کے لئے کیا دینا ہوگا؟

دوسرا شیطان۔ کلیسائی اقتدار کا دعوےٰ۔

طامس۔ ہم اس سے کیوں دستبردار ہوں؟

دوسرا شیطان۔ طاقت اور جاہ و حشم کی خاطر۔

طامس۔ نہیں!

دوسرا شیطان۔ ہاں! ورنہ بہادری تباہ ہو جائے گی۔ کنٹربری میں محصور، بے ملک کا حاکم، اپنی ذات میں مقید، کمزور پوپ کا نوکر، شکاری کتوں سے گھرا بارہ سنگھا۔

طامس۔ نہیں!

دوسرا شیطان۔ ہاں! انسان ہمیشہ جوڑ توڑ کریں گے۔ بادشاہوں کو بھی ملک سے باہر جنگ کرتے

ہوئے اپنے وطن میں وفادار دوستوں کی حاجت ہوتی ہے۔ یہی حکمت عملی عوام کے
لئے نفع بخش ہے۔ وقار تب بھی رکھ رکھاؤ میں ملبوس رہے گا۔

طامس۔ تم وہ بشپ بھول گئے جنہیں میں نے کلیسا سے خارج کر دیا ہے۔

دوسرا شیطان۔ بھوکی نفرت ذہین خود پیروی سے پیکار نہ کرے گی۔

طامس۔ تم نوابوں کو بھولتے ہو۔ جو اپنی چھوٹی چھوٹی رعایتوں کی مسلسل کاٹ چھانٹ کو
نظر انداز نہیں کر سکتے۔

دوسرا شیطان۔ نوابوں کی مخالفت بادشاہ کا اور کسانوں کا اور چانسلر کا عین مقصد ہے۔

طامس۔ نہیں! میں جو جنت اور جہنم کی کنجیوں کا مالک ہوں۔ جس کا مرتبہ انگلستان میں
ارفع ترین ہے، جو پاپائے روم کی طرف سے عطا کئے ہوئے اقتدار کے ذریعے
باندھتا اور کھولتا ہوں ایسے حقیر عہدے کی خاطر نیچے اتروں گا؟ ابدی لعنت
کے مقدر کا فیصلہ کرنے کی طاقت جسے کلیسا نے عنایت کی ہے، وہ انسان جو
بادشاہوں کو معتوب کر سکتا ہے، بادشاہوں کی چاکری نہیں کرے گا۔ یہ میرا
کھلا ہوا منصب ہے:

دوسرا شیطان۔ پھر میں تم کو تمہاری قسمت پر چھوڑتا ہوں۔ تمہارا گناہ بادشاہ کے عقابوں پر سایہ
ڈالتا ہوا آفتاب کی سمت پرواز کر رہا ہے۔

طامس۔ دنیاوی طاقت ایک نیک دنیا کی تعمیر اور امن و امان کے استقلال کے لئے ہے۔
جس طرح کے امن و امان سے دنیا واقف ہے۔ جو لوگ دنیاوی نظام پر اعتماد رکھتے
ہیں خدائی نظام کے تابع نہیں بڑی خوش فہمی کے ساتھ انتشار کی محض وقتی روک
تھام کر کے اسے اور مضبوط بنا دیتے ہیں۔ ہلاکت خیز مرض پھیلاتے ہیں۔ انکی بلندی
میں پستی مضمر ہے۔ بادشاہ کی طاقت ——— میں خود بادشاہ تھا۔ اس کا دست و
بازو۔ اس کی دانائی۔ لیکن جو چیز پہلے برتری تھی اب محض نیچے اترنے کے مترادف
ہے۔

(تیسرا شیطان داخل ہوتا ہے)

تیسرا شیطان۔ میں بن بلایا مہمان ہوں۔

طامس۔ میں تمہارا متوقع تھا۔

تیسرا شیطان۔ لیکن اس بھیس میں نہیں اور نہ اس مقصد کے لئے جو میری آمد کا مقصد ہے۔

طامس۔ کوئی مقصد تعجب خیز نہیں۔

تیسرا شیطان۔ بہت خوب۔ آقا۔ میں نہ سطحی سبک سر انسان ہوں نہ سیاست دان۔ دربار میں اینڈنے یا ساز باز کرنے کی مجھ میں صلاحیت نہیں۔ میں درباری نہیں ہوں۔ میں گھوڑوں اور کتوں اور لڑکیوں کو پہچانتا ہوں۔ اپنی زمینداری کے انتظام کا ماہر ہوں۔ میں ایک دیہاتی جاگیردار ہوں۔ اور مجھے صرف اپنے کام سے کام ہے۔ ہم جاگیردار لوگ ہی ملک سے واقف ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ملک کی ضروریات کیا ہیں۔ یہ ہمارا ملک ہے۔ ہم اس سرزمین کے لئے متفکر ہیں۔ ہم قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہیں ہم بادشاہ کے سازشی چیلے چانٹے، نہیں۔ میری صاف گوئی معاف کیجئے۔ میں ایک سیدھا سادا، کھرا اور بے لاگ انگریز ہوں۔

طامس۔ کہے جاؤ۔

تیسرا شیطان۔ میرا مطلب صاف ہے۔ دوستی کی پائیداری ہمارے اوپر نہیں، بلکہ صورت حال پر منحصر ہے اور صورت حال غیر متعین ہے۔ غیر حقیقی دوستی حقیقی دوستی میں تبدیل ہو سکتی ہے اور حقیقی اگر ایک دفعہ ختم ہو جائے تو دوبارہ جوڑی نہیں جا سکتی۔ دشمنی اتحاد میں زیادہ سرعت سے بدل سکتی ہے۔ وہ دشمنی جو کبھی دوستی سے واقف نہ ہو فی الفور مفاہمت کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔

طامس۔ تم ہو تو دیہات کے باشندے مگر درباریوں کی طرح باتیں بڑی پیچ دار کر رہے ہو۔

تیسرا شیطان۔ یہ سیدھی سادی حقیقت ہے۔ شاہ ہنری سے دوستی کی بحالی کے لئے کوئی امید نہیں۔ تم اپنی تنہائی میں قلعہ بند رہ کر اپنی طاقت پر نامعاد ضد اصرار کئے جاتے ہو۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔

طامس۔ آہ ہنری ـــــ آہ میرے بادشاہ!

تیسرا شیطان۔ موجودہ حالات میں دوسرے ساتھی ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔ انگلستان کا بادشاہ

مکمل طور پر با اختیار نہیں۔ بادشاہ فرانس میں ہے۔ آنٹرو میں بیٹھا جھگڑا کر رہا ہے۔ چاروں طرف اسکے بھوکے بیٹے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ہم انگلستان کے فدائی ہیں۔ ہم انگلستان میں ہیں۔ آپ اور میں میرے آقا نارمن ہیں۔ انگلستان کو نارمن حکومت چاہئے۔ آنٹرو بین کو آنٹرو میں لڑتے بھڑتے اپنی جان گنوانے دیجئے وہ ہم انگریزی نوابین کو نہیں بچا سکتا۔ ہم یہاں کے اصل باشندے ہیں۔

طامس۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟

تیسرا شیطان۔ آپ کے اور ہمارے مفادوں کا خوشگوار سنجوگ!

طامس۔ اگر تم واقعی نوابوں کی طرف سے بول رہے ہو تو تمہاری کیا شرائط ہیں؟

تیسرا شیطان۔ ایک طاقتور جماعت آپ سے فائدہ اٹھانے کے لئے آپ کی طرف دیکھ رہی ہے کلیسا کی اعانت ہمارے لئے سودمند ہوگی۔ جد وجہد آزادی میں پاپائے اعظم کی دعائیں ہمارے لئے ڈھال کا کام دیں گی۔ آپ میرے آقا ہمارا ساتھ دے کر ایک وار میں انگلستان اور روما دونوں کے لئے لڑ سکیں گے اور دربار شاہی کے دربار کلیسا پر ظالمانہ اختیار کا خاتمہ ہو جائے گا۔

طامس۔ جس اختیار کے قیام میں میں نے ہی مدد دی تھی۔

تیسرا شیطان۔ جی ہاں۔ لیکن گذرا وقت بھلایا وقت ہے۔ ہم ستاروں کے نئے جھرمٹ کے طلوع کے متوقع ہیں۔

طامس۔ اور اگر آرچ بشپ بادشاہ پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ تو ان لوگوں پر کس طرح بھروسہ کر سکتا ہے۔ جو بادشاہ کی تخریب کے درپے ہیں۔

تیسرا شیطان۔ سلاطین اپنی طاقت کے علاوہ کسی اور کی طاقت کبھی برداشت نہیں کرتے۔ کلیسا اور عوام کے پاس تخت شاہی کے خلاف لڑنے کے لئے نہایت عمدہ سبب موجود ہے

طامس۔ آرچ بشپ اگر تخت شاہی پر اعتماد نہیں کر سکتا تو وہ سوائے خدا کے اور کسی پر بھی اعتماد نہ کرے گا۔ میں چانسلر کی حیثیت سے حکومت کر چکا ہوں۔ اور تمہاری قسم کے لوگ میرے دروازے پر پیش خدمت کی حیثیت سے کھڑے ہونے کی

تمنا کیا کرتے تھے۔ دربار کے علاوہ جاگیروں پر اور نیزہ بازی کے میدان میں
میں نے بہت سوں کو مطیع کیا۔ میں جس نے فاختاؤں کے درمیان شکرا بن کر
راج کیا اب بھیڑوں میں بھیڑیا بن کر بیٹھوں گا؟ ہمیشہ کی طرح اپنی نمک حرامیوں
میں جیتے رہو۔ کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ میں نے اپنے بادشاہ سے نمک حرامی کی۔
تیسرا شیطان۔ پھر میرے آقا! میں آپ کے دروازے پر آپ کا پیش خدمت بن کر کھڑا نہ ہوں
گا۔ اور مجھے امید ہے کہ آئندہ موسم بہار سے قبل ہی ملک معظم آپ کی وفا داری
کا صلہ آپ کو مرحمت فرمائیں گے۔
طامس۔ تعمیر کے بعد تخریب۔ یہ خیال پہلے بھی بہت لوگوں کو آچکا ہے۔ زوئیل ہوتے
ہوئے اقتدار کا دیوانہ وار استعمال ـــــ غازہ میں سیمسن نے اس سے زیادہ
کچھ نہ کیا تھا۔ لیکن میں ٹوٹتا ہوں تو تن تنہا خود کو توڑوں گا۔
(چوتھا شیطان داخل ہوتا ہے)
چوتھا شیطان۔ آفرین طامس! تم کو آسانی سے رام نہیں کیا جا سکتا۔ اور میری دوسرا تھ میں
تمہیں کسی اور دوست کی ضرورت نہ ہوگی۔
طامس۔ تم کون ہو؟ مجھے تین ملاقاتیوں کی توقع تھی۔ چار کی نہیں۔
چوتھا شیطان۔ ایک اور سے مل کر متحیر نہ ہو۔ اگر میری آمد کی امید کی ہوتی تو میں یہاں پہلے
ہی آگیا ہوتا۔ میں ہمیشہ توقع سے سبقت کرتا ہوں۔
طامس۔ تم کون ہو؟
چوتھا شیطان۔ چونکہ تم مجھے نہیں جانتے اس لئے میرا نام جاننے کی بھی ضرورت نہیں اور چونکہ
تم مجھ سے واقف ہو اسی وجہ سے میں یہاں آیا ہوں۔ تم مجھے جانتے ہو۔ گو میری
شکل پہلے نہیں دیکھی۔ اس سے قبل ملاقات کے لئے وقت یا جگہ میسر نہ تھی۔
طامس۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔
چوتھا شیطان۔ میری بات سب سے آخر میں کہی جائے گی۔ ماضی کے ٹکڑوں کو جنس کے کانٹوں
پر اٹکا کر تمہارا شکار کھیلنے کی کوشش کی جا چکی ہے۔ اس طرح کے چھچھورے پن

کا اظہار کمزوری ہے اور بادشاہ کی سخت، منجمد نفرت لامتناہی۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ بادشاہ جو شخص اس کا دوست رہ چکا ہے اس پر دوبارہ کبھی بھروسہ نہیں کرتا۔

احتیاط کے ساتھ بادشاہ سے فائدہ اٹھاؤ جس وقت تک تم خود فائدہ اٹھا سکتے ہو اس وقت تک اپنی خدمات پیش کئے رہو۔ اپنا وقت پورا ہونے کے بعد شکستہ اور کھلے ہوئے چوبے دان کا دروازہ کھٹ سے بند ہو جانے کا انتظار کرو۔ جہاں تک ذاہبین کا تعلق ہے۔ کمتر انسانوں کا رشک بادشاہ کے طیش سے زیادہ مہلک ہے بادشاہوں کی حکمت عملی الم نشرح ہوتی ہے نواہین کا معاوضی۔ حسد بدنفسوں پر جلد غلبہ پالیتا ہے۔ نوابوں کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے بادشاہوں کو زیادہ بڑے دشمن زیر کرنا ہوتے ہیں۔

طامس۔ تمہارا مشورہ کیا ہے؟

چوتھا شیطان۔ خاتمے تک آگے بڑھے جاؤ۔ سوا اس ایک راہ کے جو پہلے سے تمہارے لئے منتخب کر لی گئی ہے باقی ساری راہیں تمہارے لئے مسدود ہیں۔ روحانی اقتدار کی مکمل گرفت کے مقابلے میں مسرت، اور بادشاہ کے راج، یا بادشاہ کے چیلے چانٹوں کے راج، کونوں کھدروں میں چھپی ہوئی سازشوں، خفیہ چالوں کی کیا بساط ہے؟ انسان زوال آدم کے وقت سے گناہ میں ڈوبا ہوا ہے۔ جنت اور جہنم کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہیں۔ باندھنے اور کھولنے کا اختیار تمہارے پاس ہے۔ باندھو ــــ طامس، باندھو ــــ بادشاہ اور بشپ دونوں کو اپنی ایڑیوں تلے دبا ڈالو۔ بادشاہ۔ شہنشاہ۔ بشپ۔ نواب۔ مچلتی ہوئی افواج کی غیر یقینی سرداری۔ جنگ۔ طاعون۔ انقلاب۔ نئی سازشیں شکستہ معاہدے۔ گھڑی میں سلطان، گھڑی میں غلام، یا تخت یا تختہ ــــ دنیاوی حکومت کا انداز تو یہ ہے دم توڑتے وقت بوڑھے بادشاہ پر بھی یہ حقیقت کھلے گی۔ اگر بیٹے نہ ہوں تو سلطنت بھی گئی۔ دھاگہ تمہارے قبضے میں ہے۔ لپیٹو طامس، ابدی زندگی اور ابدی موت کا دھاگہ لپیٹو۔ تمہارے

پاس یہ طاقت ہے۔ اس طاقت کو تھامے رہو۔

طامس۔ اس سرزمین کی بلند ترین شخصیت؟

چوتھا شیطان۔ ایک اور شخصیت کے علاوہ ——— بلند ترین!

طامس۔ میں سمجھا نہیں۔

چوتھا شیطان۔ میرے کہنے کی بات نہیں ہے۔ میں تو طامس تم کو صرف یہی بتانے آیا ہوں جو تم پہلے سے جانتے ہو۔

طامس۔ یہ سلسلہ کتنے عرصے رہے گا؟

چوتھا شیطان۔ جس بات سے تم پہلے سے واقف ہو اس کے علاوہ مجھ سے اور کچھ نہ پوچھو۔ لیکن سوچو طامس۔ سوچو۔ موت کے بعد کی شان کے متعلق سوچو۔

بادشاہ کے مرنے کے بعد ایک اور بادشاہ آجاتا ہے۔ ایک اور بادشاہ ایک اور عہد ہے۔ دوسرے کی آمد پر پہلا بادشاہ بھلا دیا جاتا ہے۔ اولیاء اور شہدا اپنے مقبروں میں سے دنیا پر حکومت کرتے ہیں۔ سوچو طامس اپنے ان دشمنوں کے متعلق سوچو جن کے چھکے چھوٹ جائیں گے۔ استغفار کے لئے گھٹنے ٹیکے۔ گھٹنوں کے بل گھسٹتے۔ پرچھائیوں سے خوف زدہ ان زائرین کے متعلق سوچو جو نسلاً بعد نسلٍ تمہاری جگمگاتی ہیرے جواہرات سے مزین درگاہ کے سامنے قطار اندر قطار دوزانو جھکے رہا کریں گے۔ معجزوں کا خیال کرو جن کی طاقت خدا اپنے فضل و کرم سے تمہیں عطا کرے گا۔ اور اپنے جہنم رسید دشمنوں کا خیال کرو۔

طامس۔ مجھے ان باتوں کا دھیان آیا ہے۔

چوتھا شیطان۔ اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں۔ تمہارے خیالات میں بادشاہوں سے زیادہ طاقت ہے۔ تم نے اکثر عبادت کے وقت سوچا ہے۔ سیڑھیوں کے کونے پر ستانے کے لئے ٹھہرتے ہوئے سوچا ہے۔ سونے اور جگنے کے درمیان سوچا ہے۔ صبح منہ اندھیرے سوچا ہے جب پرندہ چلاتا ہے۔ تم نے دوسروں کیلئے مزید حقارت محسوس کی ہے کہ ہر شے ناپائیدار ہے اور پہیہ گھومتا رہتا ہے۔ گھونسلہ تاراج کر دیا جاتا ہے اور چڑیا

روتی ہے۔ کہ درگاہ لٹ جائے گی۔ سونا خرچ کردیا جائے گا۔ جواہرات طوائفوں کے گہنوں میں جڑ دیتے جائیں گے کہ درگاہ لُوٹ جائے گی۔ اور اس کے خزانے سمیٹ کر کاسہ لیسوں، طفیلیوں اور فاحشاؤں کی گودیوں میں انڈیل دیئے جائیں گے جب معجزے ختم ہوئے تمہارے معتقدین تمہیں خیر باد کہیں گے تم کو بھلانے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ تم تو اتنی نفرت کے لائق بھی نہ سمجھے جاؤ گے کہ تم کو ردِ خلائق اور ملعون قرار دیا جائے بلکہ تمہارے اندر اعلیٰ صفات کی عدم موجودگی پر غور کرتے ہوئے لوگ محض چند تاریخی حقائق تلاش کرنے کی سعی کریں گے۔ تب یہ اعلان کر دیا جائے گا کہ اس شخص میں جس نے تاریخ میں ایک مخصوص رول ادا کیا، کوئی اسرار نہ تھے۔

طامس۔ لیکن کیا کیا جائے۔ کیا کیا جا سکتا ہے؟ کیا حیات جاوید کا تاج حاصل نہیں کیا جا سکتا؟

چوتھا شیطان۔ ہاں طامس۔ ہاں۔ تم نے اس کے متعلق بھی سوچا ہے۔ ولیوں کی شان کا مقابلہ کون کر سکتا ہے جو خدائے قدوس کے حضور میں ابدالآباد تک موجود رہیں گے؟
شاہوں اور شاہنشاہوں کا دنیاوی جاہ و جلال، کون دنیاوی عزور، آسمانی جاہ و جلال کے مقابلے میں افلاس محض نہیں؟
شہادت کا راستہ ڈھونڈو۔ دنیا میں حقیر ترین ہو تا کہ جنت میں مقامِ بلند حاصل کر سکو۔ اور پھر نیچے جھانک کر اس عمیق خلیج پر نظر ڈالو جس میں، تمہارے عقوبت رساں نجات کی امید سے مایوس، پیاس کی شدت اور عذاب عظیم میں مبتلا نظر آئیں گے۔

طامس۔ نہیں! تم کون ہو جو مجھے خود میری تمناؤں کا لالچ دے رہے ہو؟ دوسرے آئے۔ دنیا کی ترغیب دینے کے لئے، انہوں نے عیش و عشرت اور دنیاوی اقتدار کو قابلِ لمس اور صریحی قیمتوں پر میرے سامنے پیش کیا۔ تم کیا پیش کرتے ہو؟ کیا چاہتے ہو؟

چوتھا شیطان۔ جو تمہاری آرزو ہے وہی دیتا ہوں۔ جو تم دے سکتے ہو وہی مانگتا ہوں۔ کیا
ابدی عظمت کے اس مستقبل کے لئے یہ بہت بڑی قیمت ہے؟

طامس۔ دوسروں نے حقیقی چیزیں میرے سامنے رکھیں۔ بے مایہ مگر حقیقی۔ تم محض ابدی
لعنت کے خواب دکھلاتے ہو۔

چوتھا شیطان۔ تم نے یہ خواب اکثر دیکھے ہیں۔

طامس۔ کیا میری بیمار روح کے لئے غرور کی لعنت کی سمت جانے کے علاوہ اور کوئی
راستہ نہیں؟ میں خوب جانتا ہوں کہ ان تراغیب میں یہاں کی خود پسندی اور
آخرت کا عذاب مضمر ہے۔ کیا غرور کے گناہ کو مزید غرور کے ذریعے ہی ختم کیا جا
سکتا ہے؟ کیا میں اپنی کامل تباہی کے بغیر نہ عمل کر سکتا ہوں نہ دکھ اٹھا
سکتا ہوں؟

چوتھا شیطان۔ تم کو معلوم ہے اور نہیں معلوم کہ عمل کرنے اور دکھ اٹھانے کے کیا معنی ہیں۔ تم
جانتے ہو اور نہیں جانتے کہ عمل دکھ ہے اور دکھ عمل۔ نہ عامل دکھ اٹھاتا ہے نہ
معمول عمل کرتا ہے لیکن دونوں ایک ابدی عمل میں متعین کر دیئے گئے ہیں۔ روح
کا لازمی دکھ اور ابدی صبر جس کے لئے سب راضی برضا ہوں۔ اور دکھ اٹھانا
سب کے لئے برحق ہے۔ خدا تک پہنچنے کے لئے اپنی خوشی سے دکھ اٹھاؤ تاکہ
ترتیب قائم رہ سکے۔ کیونکہ ترتیب عمل ہے اور دکھ ہے۔ تاکہ پہیہ گھومتا رہے اور
ابدالآباد تک کے لئے تھم بھی جائے۔

کورس گھر میں چین نہیں ہے سڑک پر چین نہیں ہے۔ مجھے بے تاب قدموں کی چاپ
سنائی دے رہی ہے۔ ہوا بھاری اور کثیف ہے۔ آسمان بھاری اور کثیف
ہے۔ زمین ہمارے قدموں کے نیچے سے اٹھی جاتی ہے۔

یہ بیمار مہک کاہے کی ہے؟ یہ دھواں، یہ سوکھے درختوں پر پڑتی ہوئی
سبز روشنی جو بادل میں سے نکل رہی ہے، زمین جہنم کے بچے کو جنم دینے کی

تکلیف سے گہرے گہرے سانس لے رہی ہے۔ یہ گوند کی لسی شبنم کیسی ہے جو میرے ہاتھ کی پشت پر جم گئی۔

چاروں شیاطین۔ انسان کی زندگی دھوکا ہے۔ اور مایوسی۔ ساری چیزیں غیر حقیقی ہیں اور مایوس کن۔ آتش بازی کی سورج مکھی چرخی۔ کرسمس کے ڈرامے میں بلی کا سوانگ بھرنے والے بچوں کی پارٹی کے تمغے۔ انگریزی جواب مضمون پر دیئے جانے والے انعام۔ اسکالر کی ڈگری۔ سیاست داں کے تمغے۔ سب چیزوں کی اصلیت کم ہوتی جاتی ہے۔ انسان غیر حقیقت سے غیر حقیقت کی سمت گذر جاتا ہے۔ یہ انسان ضدی ہے۔ اندھا۔ اپنی تباہی پر درپے۔ دھوکے سے دھوکے کی سمت جانے والا۔ شان و شوکت سے آخری فریب نظر کی سمت جانے والا۔ اپنی عظمت سے متحیر۔ معاشرے کا دشمن۔ اپنا دشمن۔

تینوں پادری۔ اے۔ طامس، میرے آقا۔ منہ زور مدوجزر کا مقابلہ نہ کیجئے۔ بے قابو ہوا کے خلاف پتوار نہ چلایئے۔ طوفان میں کیا ہمیں سمندر کے غیظ کے کم ہونے کا انتظار نہ کرنا چاہئے؟ رات میں ہمیں طلوع سحر کا منتظر نہ رہنا چاہئے؟ تاکہ مسافر اپنا راستہ اور ملاح اپنی سمت سورج کی روشنی میں پالیں۔

(کورس، پادری اور شیاطین باری باری)

کورس۔ کیا یہ الّو بول رہا ہے یا درخت ایک دوسرے کو کوئی سگنل دے رہے ہیں؟

پادری۔ کھڑکی کی سلاخ اچھی طرح لگا دی گئی دروازے مقفل کر دیئے گئے؟

شیاطین۔ یہ بارش دریچے پر دستک دے رہی ہے۔ ہوا ہے جو دروازوں کو دھکا دیتی ہے!

کورس۔ کیا ہال میں مشعل اور کمرے میں موم بتی جلتی ہے؟

پادری۔ کیا چوکیدار دیوار کے نیچے ٹہل رہا ہے؟

شیاطین۔ کیا لٹکتے ہونٹوں والا مہیب کتا پھاٹک کے آس پاس گھومتا ہے؟

کورس۔ موت کے ایک سو ہاتھ ہیں اور وہ ایک ہزار راستوں پر چلتی ہے۔

پادری ۔ موت سب کی نظروں کے سامنے دندناتی ہوئی وارد ہو جاتی ہے ۔موت بغیر دکھائی دیئے بغیر سنائی دیئے چپکے سے آ کر گذر سکتی ہے۔

شیاطین۔ موت کان میں سرگوشی کرتی ہوئی آسکتی ہے۔ یا کھوپڑی پر اچانک صدمے کی صورت میں پہنچ جاتی ہے۔

کورس۔ انسان چراغ ہاتھ میں لے کر باہر نکلتا ہے۔ مگر پھر بھی نالے میں ڈوب کر مرجاتا ہے۔

پادری ۔ انسان دن کی روشنی میں زینے پر چڑھتا ہے اور ایک ٹوٹی ہوئی سیڑھی پر سے پھسل کر جان دے سکتا ہے۔

شیاطین۔ انسان کھانا کھاتے میں موت کی سردی محسوس کرسکتا ہے۔

کورس۔ ہم خوش نہیں رہے ہیں۔ میرے آقا۔ ہم بہت زیادہ خوش نہیں رہے ہیں۔ہم انجان عورتیں نہیں ہیں ہمیں معلوم ہے کہ کس چیز کی توقع کرنا چاہئے ۔اور کس کی نہیں۔ہم جور اور تعذیب سے واقف ہیں۔ہم استحصال اور تشدد سے واقف ہیں۔افلاس ۔ بیماری ۔ بوڑھے جن کے پاس جاڑوں میں آگ تاپنے کے لئے ایندھن نہیں۔ بچے جن کے پاس گرمیوں میں پینے کے لئے دودھ نہیں۔ ہماری محنت ہم سے چھین لی گئی۔ ہمارے گناہوں کا بوجھ ہمارے اوپر زیادہ بھاری ہو گیا۔ہم نے نوجوانوں کے ہاتھ پیروں کو کٹتے دیکھا ہے۔ ہم نے دُھنکی ہوئی لڑکی کو پن چکی کے پاس لرزتے دیکھا ہے اور اس دوران میں ٹکڑے یکجا کرتے ہوئے، سرشام لکڑیاں چنتے ہوئے، سونے اور کھانے اور پینے اور ہنسنے کے لئے سروں پر آدھا سائبان بناتے ہوئے، ہم جیئے گئے ہیں۔ زندہ اور ادھورے زندہ ۔ خدا نے ہمیشہ ہمیں کوئی وجہ کوئی امید عطا کی۔ لیکن اب ایک نئی دہشت نے ہمیں گرد آلود کر دیا ہے۔ اس دہشت کو کوئی دور نہیں کرسکتا۔ کوئی بچ نہیں سکتا۔ جو ہمارے قدموں تلے بستی ہے اور آسمان پر بستی ہے۔ جو دروازوں کے نیچے چینیوں کے نیچے سے گذرتی ہمارے کان اور مونہہ اور آنکھ میں داخل ہوتی

ہے خدا ہمیں چھوڑ رہا ہے خدا ہمیں چھوڑ رہا ہے۔ کرب، پیدائش اور موت کے شدید تر کرب۔

یاس کی دم گھونٹنے والی چھکی ہوئی خوشبو تاریک فضا سے چھنتی نیچے گر رہی ہے۔ ہوا میں شکلیں مجسم ہو رہی ہیں۔ چیتے کی بلی الیسی خرخراہٹ۔ بھالو کی گدبدی چاپ۔ سر ہلاتے لنگور کا تھپیڑا۔ چوکور لکڑ بگا منتظر ہے کر ہنسنے ہنسے۔ ہنسے اخوان الشیاطین موجود ہیں۔ اخوان الشیاطین نے تمہیں چاروں طرف سے لپیٹ لیا ہے۔ وہ تمہارے قدموں میں لیٹے ہیں۔ اندھیری ہوا میں جھولتے اور اڑتے ہوئے آتے ہیں۔ اے طامس آرچ بشپ ہمیں بچا ــــ اپنے آپ کو بچا تاکہ ہم بچ جائیں۔ اپنے آپ کو تباہ کر اور ہم تباہ ہو جائیں گے۔

طامس۔ اب میرا راستہ روشن ہے۔ میرا مطلب واضح۔ ترغیب اب اس انداز سے نہیں آئے گی۔ آخری ترغیب عظیم ترین غداری کے مترادف تھی ــــ یعنی غلط وجہ کے لئے صحیح کام کرنا ــــ گناہ صغیرہ کی تدرتی قوت کے ذریعہ ہماری زندگیاں شروع ہوتی ہیں۔ تیس سال قبل میں نے وہ سارے راستے کھوجے جو نشاط بعد ترقی اور مدح کی طرف جاتے ہیں جسیات اور علم اور خیال سے لطف اندوزی، موسیقی، فلسفہ جستجو، ارغوانی پھولوں کے درخت پر بیٹھی ہوئی سُریلی چڑیا۔ نیزہ بازی کی مہارت۔ شطرنج کی چالیں۔ صحن چمن میں لڑکیوں کے ساتھ تفریح سازوں کی معیت میں نغمہ سرائی۔ ساری چیزیں یکساں قابلِ تمنا تھیں۔ دلکش تھیں۔ اولین طاقت خرچ ہونے کے بعد اور اس وقت جب یہ معلوم ہو کر ساری چیزوں کا حصول ممکن نہیں انسان کی ہوس بڑھ جاتی ہے بھلے کاموں کے ساتھ ساتھ گناہوں میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ بادشاہ کا قانون انگلستان میں نافذ کر کے اور تولوجُس کے خلاف بادشاہ کے ہمراہ جنگ کر کے میں نے نوابوں کو خود ان کے کھیل میں مات دے دی تھی۔ میں اس وقت ان لوگوں کی تذلیل ان اجڈ امراء کی تذلیل

گرسکتا تھا جلکے آداب و اخلاق ان کی انگلیوں کے ناخنوں کی مانند بھدے تھے۔ اور جو مجھے قابلِ حقارت سمجھتے تھے۔ جب کہ میں بادشاہ کا ہم نوالہ ہم پیالہ تھا۔ خدا کا بندہ بننا میری آرزو کبھی نہ تھی۔ خدا کے بندے کے لئے بادشاہ کے بندے کے مقابلے میں گناہ کرنے اور غم اٹھانے کے مواقع زیادہ ہیں۔ کیونکہ جو لوگ عظیم تر مقصد کے لئے کام کرتے ہیں۔ وہ نیکی کرتے ہوئے بھی اس مقصد کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ سیاسی آدمیوں کے ساتھ کام کرتے ہوئے (اس وجہ سے نہیں کہ سیاسی آدمی کیا کرتے ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ کیا ہیں) یہ عظیم تر مطمح نظر سیاسی بھی بن سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میری سرگذشت کا باقیماندہ حصہ تم کو لایعنی اور بیکار معلوم ہوگا۔ ایک دیوانے کی لایعنی خودکشی۔ ایک جنونی کا بپھرا ہوا جذبہ۔ میں جانتا ہوں کہ تاریخ دور اندیشی دہ وجوہ سے عجیب ترین نتائج برآمد کرتی ہے لیکن ہر بدی، ہر کفر، ہر جرم، ہر غلطی، ہر ظلم، ہر کلہاڑی کی دھار، ہر بے پروائی، ہر لغو پرستی کے لئے تم اور تم، سب کے سب کو سزا دی جائے گی۔ ایسا ہونا لازمی ہے اب میرا فرشتہ جسے خدا نے میرا محافظ مقرر کیا ہے، تلواروں کی نوک کے اوپر منڈلا رہا ہے۔

انٹرلیوڈ

۱۱۷۰ء کی کرسمس کی صبح کو آرچ بشپ کا کنٹربری کیتھڈرل میں خطبہ۔

طامس۔ ربِ ذو الجلال کی تقدیس، زمین پر امن اور پرامن انسانوں کے لئے شانتی۔ لوقا کی انجیل مقدس کے دوسرے باب کی چودھویں نظم ــــ باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر ــــ آمین۔

خدا کے پیارے بچو۔ آج، اس کرسمس کی صبح میرا وعظ بہت مختصر ہوگا۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے دلوں میں کرسمس کے ماتس کے گہرے اسرار

معانی پر دھیان کرو۔ ماس میں ہم ابن اللہ کی نزع اور موت کو دہرلتے ہیں۔ کرسمس کے روز ابن اللہ کی پیدائش کی خوشی منائی جاتی ہے، تاکہ ہم بیک وقت انسانوں کے اس نجات دہندہ کی آمد سے مسرور ہوں اور اس کا جسم اور اس کا خون سارے عالم کے گناہوں کے کفارے کی صورت میں خدا کے سامنے پیش کریں۔ اسی رات جو ابھی گذری ہے۔ فرشتوں کے ایک ہجوم نے بیت لحم کے چرواہوں کے سامنے نمودار ہو کر کہا تھا ـــــ آسمانوں پہ خدائے بلند و برتر کی تقدیس اور امن پسندوں کے لئے زمین پر شانتی ـــــ اسی وقت سال کے اس حصّے میں ہم ابن اللہ کی ولادت اور صلیب پر اس کی جانکنی کی تکلیف کو ایک ساتھ یاد کرتے ہیں۔ دنیا کی نظروں میں یہ عجیب بات ہے۔ کیونکہ سوگ اور خوشی اکٹھی کس طرح منائی جا سکتی ہے؛ یا خوشی سوگ میں ڈوب جائے گی یا سوگ خوشی کو مسترد کر دے گا۔ صرف ہمارے مسیحی اسرار میں ایسا ممکن ہے کہ ہم مسرت اور رنج یکساں محسوس کر سکیں۔ اب ایک لمحے کے لئے لفظ امن پر غور کرو۔ تمہیں تعجب ہے کہ جس وقت دنیا جنگ اور جنگ کے خطرے سے گھری ہوئی تھی فرشتوں نے لفظ امن ادا کیا۔ کیا فرشتے غلطی پر تھے اور امن کا یہ وعدہ مایوس کن اور دھوکا تھا؟

سوچو کہ خود ہمارے خداوند خدا نے امن کے لئے کیا کہا۔ انہوں نے اپنے حواریوں سے کہا: میں اپنا امن تمہارے لئے چھوڑتا ہوں۔ اپنا امن تمہیں دیتا ہوں۔ کیا اس امن کے وہی معنی تھے جو ہم سمجھتے ہیں؟ کہ سلطنت انگلستان اور اس کے ہمسایوں کے مابین امن قائم ہے؛ کہ نوابین اور بادشاہ کے درمیان امن ہے؛ گرہست اپنے پر امن منافع کا حساب کتاب کر رہا ہے اس کا باورچی خانہ صاف ستھرا ہے دوستوں کے لئے بہترین شراب میز پر موجود ہے۔ اس کی بی بی بچوں کو لوریاں دے رہی ہے۔ ابن مریم کے حواری ان میں سے کسی چیز سے واقف نہ تھے۔ وہ دور دراز کے سفروں پر

جلتے تھے۔ خشکی کے راستوں اور سمندروں کی صعوبتیں سہتے تھے۔ ظلم، قید و بند، مایوسی اور شہادت کی موت ان کا حصّہ تھا۔ پھر یسوعؑ کا مطلب کیا تھا؟ کیونکہ اس نے یہ بھی کہا میں اس طرح تمہیں نہیں دیتا جس طرح دنیا دیتی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے پیروؤں کو امن بخشا۔ لیکن وہ امن نہیں جس کی دنیا عادی ہے۔

ایک بات اور سوچو جو شاید کبھی تمہارے ذہن میں نہیں آئی۔ ولادت مسیح کے دوسرے روز ہم اس کے پہلے شہید مبارک اسٹیون کا دن بھی مناتے ہیں۔ کیا یہ محض اتفاق ہے کہ شہید اوّل کا تہوار ولادتِ مسیح کے فوراً بعد آتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اپنے آقا کی ولادت اور اس کے عالم نزع کی تکلیف کو بیک وقت یاد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے شہدا کے مرنے کی ہم ایک ہی وقت میں خوشی اور سوگ مناتے ہیں۔ ہم کو اس گنہگار دنیا پر افسوس ہوتا ہے جس نے شہیدوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ ہم مسرور ہوتے ہیں کہ ایک اور روح سرداران جنت کے زمرے میں شامل ہوئی۔ میرے پیارو۔ ہم ایک شہید کے لئے محض یہ نہیں سوچتے کہ وہ ایک نیک عیسائی تھا، یا اس لئے مارا گیا کیونکہ عیسیٰؑ کا نام لیوا تھا۔ محض یہی خیال نہیں کیا جاتا ایک نیک بندے کو ولی کا درجہ عطا کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ تو بڑی مسرت کی بات ہے، اور ہماری مسرت یا ہمارا رنج والم دنیا والوں کا ایسا نہیں ـــ عیسائی شہادت اتفاقیہ کبھی نہیں ہوتی۔ جس طرح لوگ انسانوں کا حاکم بننے کے لئے سازشیں اور کوششیں کرتے ہیں اسی طرح ایک انسان محض سینٹ بننے کے شوق میں جامِ شہادت نہیں پیتا۔ شہادت منجانب اللہ ہے۔ خدا کو اپنے بندوں سے محبت ہے اور اسکے ذریعہ وہ ان کو خبردار کر کے اپنے راستے پر واپس بلانا چاہتا ہے۔ شہادت انسان کا کام نہیں۔ سچا شہید خدا کا آلہ کار ہے۔ جو اپنی رضا کو رضائے خداوندی میں کھو چکا ہے۔ جو اپنے لئے کچھ نہیں چاہتا۔ جسے اپنے لئے

درجہ شہادت کی عظمت کو حاصل کرنے کبھی خواہش نہیں۔ لہٰذا جس طرح زمین پر کلیسا اس انداز سے بیک وقت مسرور اور غمگین ہوتا ہے جسے دنیا نہیں سمجھ سکتی، اسی طرح دلیوں نے خود کو دنیا میں انتہائی حقیر بنا کر جنت الفردوس میں بلند ترین مرتبہ حاصل کیا اور وہ وہاں ان کی صورت وہ نہیں جس میں ہم نے ان کو دیکھا ـــــ وہاں وہ نور خدا وندی سے معمور ہیں۔

خدا کے پیارے بچّو میں نے آج تم سے ماضی کے شہدا کا ذکر کیا ہے تاکہ تم خاص طور پہ کنٹربری کے شہید مبارک آرچ بشپ الفیج کو یاد کرو، کیونکہ آج کے دن لیتوع کو یاد کرنا مستحسن ہے۔ کیونکہ پیارے بچّو، بہت ممکن ہے کہ بہت جلد ایک اور شہید تم کو مل جائے اور پھر بھی شہادت کا سلسلہ ختم نہ ہوگا۔ ان الفاظ کو دل میں رکھو اور کسی اور وقت پر ان کو یاد کرنا۔ باپ بیٹے اور روح القدس کے نام پر۔ آمین۔

فصل دوم

تینوں پادری
چار نائٹ
آرچ بشپ ٹامس بیکٹ
کنٹربری کی عورتوں کا کورس
پہلا منظر:- آرچ بشپ کا ایوان
دوسرا منظر:- کیتھڈرل
۲۹ دسمبر ۱۱۷۰ء

کورس ۔ کیا جنوب میں چڑیا گا رہی ہے!
یہ فقط سمندری پرند کی چیخ ہے جسے طوفانوں نے ساحل سے اندر کی جانب دھکیل دیا ہے۔
موسم بہار کی کوئی علامت!
محض پرانے سال کی موت ۔ کوئی جھونکا نہیں۔ کوئی کونپل۔ کوئی سانس۔
دن طویل ہونے شروع ہو گئے؟
دن طویل اور تاریک ہیں رات مختصر اور سرد۔
فضا پر حبس طاری ہے۔ لیکن مشرق میں ہوا امنڈ رہی ہے۔
فاقہ زدہ کوّے کھیت میں چوکنّی بیٹھی ہے تلخ فصلِ گل کی کوئی نشانی!

مشرق میں امڈنے والی ہوا۔

ہمارے خداوند یسوع کے جنم دن کے موقعے پر دنیا میں کوئی امن نہیں؛ انسانوں میں کوئی مفاہمت نہیں؛

اگر انسان امن خداوندی قائم رکھنے سے قاصر رہیں تو اس دنیا کا امن ہمیشہ غیر یقینی رہے گا۔ انسانوں کی آپس کی جنگ اور خونریزی نے دنیا کو نجس کر دیا۔ لیکن خداوند یسوع کی موت نے سارے عالم کو نو جیون بخشا ہے۔ اور جاڑوں میں دنیا کی صفائی کرنا ضروری ہے ورنہ ایک تلخ موسمِ گل، ایک خشک موسمِ گرما اور فصل کاٹنے کے لئے اجاڑ کھیت ہمیں میسّر آئیں گے۔

کرسمس اور ایسٹر کے درمیان کیا کیا جائے گا؛

مارچ مہینے میں ملواہا اسی زمین کی نرائی کرنے جائے گا۔ جس پر وہ پہلے بھی ہل چلا چکا ہے۔ چڑیا وہی گانے گائے گی۔

جب درختوں پر پتے نکلیں گے۔ جب ندیوں پر جھکے ہوئے درختوں پر سفید اور گلابی اور سُرخ پھول کھلیں گے۔ اور ہوا شفاف ہوگی اور فرحت انگیز۔ اور دریچوں میں کھنکھتی آوازیں سنائی دیں گی اور بچے دروازے کے باہر کھیلیں گے ——— اس وقت کون سے کام انجام دیئے جا چکے ہوں گے؛ چڑیا کا گیت اور ہرا بھرا درخت اور کھیتوں کی تازہ مٹی کن غلطیوں کی پردہ پوشی کرے گی؛ ہم منتظر ہیں اور وقت کم ہے۔ اور انتظار طویل ———

(پہلا پادری داخل ہوتا ہے۔ سینٹ اسٹیونز کا علَم اس کے آگے آگے لایا جا رہا ہے)

پہلا پادری۔ کل کرسمس تھی۔ آج پہلے شہید سینٹ اسٹیونز کا دن ہے ———

(گاتا ہے) اور مزید بر آں شاہزادے عدالت میں بیٹھے اور شاہزادوں

نے میرے خلاف جھوٹی گواہی دی۔

آج کا دن آرچ بشپ طامس کو بہت پیارا تھا۔ اور وہ گھٹنوں کے بل جھک کر اونچی آواز میں روتا تھا۔

خداوندا ــــ یہ گناہ ان کے حساب میں نہ ڈال! (گاتا ہے) مزید براں شاہزادے عدالت میں بیٹھے ہیں۔

(سینٹ اسٹیفن کی نعت سنائی دیتی ہے۔ دوسرا پادری داخل ہوتا ہے۔ یوحنا رسول کا علم اسکے آگے آگے لایا جا رہا ہے)

دوسرا پادری۔ یوم اسٹیفن گذر گیا۔ آج یوم یوحنا رسول ہے (گاتا ہے) عبادت گذاروں کے مجمع میں اسنے وعظ کہا۔ شے وہ جو شروع میں تھا۔ جو ہم نے سنا ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ لفظ حیات کو ہم نے اپنے ہاتھوں میں اٹھایا ہے۔ ہم اس کا اعلان تم سے کرتے ہیں۔

(گاتا ہے) عبادت گذاروں کے مجمع میں۔

(یوحنا رسول کی نعت سنائی دیتی ہے۔ تیسرا پادری داخل ہوتا ہے۔ مقدس معصومین کا علم اسکے آگے آگے لایا جا رہا ہے)

تیسرا پادری۔ یوحنا رسول کا دن گذر گیا۔ یہ یوم معصومین ہے (گاتا ہے) ننھے بچوں کے منہ سے خداوندا آبشار، رعد، بربط کی آواز کی مانند انہوں نے گایا گویا یہ گیت نیا تھا۔

تیرے شہدا کا خون پانی کی طرح بہایا گیا۔ اور ان کو دفن کرنے والا کوئی نہ تھا۔

انتقام خداوندا ــــ اے خدائے قہار ــــ اپنے شہیدوں کے خون کا انتقام لے۔ راما میں ایک آواز روتی سنائی دی گئی تھی بچوں کے منہ سے خداوندا۔

(پادری علموں کے سامنے اکٹھے ہو جاتے ہیں)

پہلا پادری۔ یوم معصومین گذر گیا۔ یہ کرسمس کے بعد چوتھا دن ہے۔

تینوں پادری۔ (گاتے ہیں) آج کا دن مبارک ہے اس کی خوشی مناؤ۔

پہلا پادری۔ انسانوں کے لئے اور خود اپنے لئے وہ گناہوں کا کفارہ ادا کرے گا۔ بھیڑوں کی خاطر گلہ بان نے اپنی جان تج دی۔

تینوں پادری۔ (گاتے ہیں) آج کا دن مبارک ہے۔ اس کی خوشی مناؤ۔

پہلا پادری۔ آج کا دن!

دوسرا پادری۔ آج؟ آج کیا ہے؟ آدھا دن تو گذر چکا۔

تیسرا پادری۔ آج؟ آج کیا ہے؟ محض ایک اور دن۔ سال کا اختتام۔

پہلا پادری۔ آج؟ آج کیا ہے؟ محض ایک اور رات۔ ایک اور سویرا۔

تیسرا پادری۔ وہ کون دن ہے جس کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ ہم اس کی آس لگائے بیٹھے ہیں اور اس سے خوفزدہ ہیں؟ ہر روز وہ روز ہے جس سے ہم خوفزدہ ہیں اور جس کی آس لگائیں۔ ایک لمحہ دوسرے لمحے کی طرح وزن میں برابر ہے۔ محض ماضی کی یاد، یا انتخاب کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ وہ فلاں دن تھا۔ پُرخطر نازک لمحہ ہمیشہ موجود رہتا ہے ابھی ہے۔ غلیظ تفصیلات میں چھپا ہوا ابدی نقشہ اس وقت بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔

(چار نائٹ داخل ہوتے ہیں۔ ان کے آتے کے ساتھ ہی علَم غائب ہو جاتے ہیں)

پہلا نائیٹ۔ خادمانِ شاہ۔

پہلا پادری۔ ہم آپ سے واقف ہیں۔ خوش آمدید۔ بہت دور سے آتے ہیں آپ؟

پہلا نائیٹ۔ اس وقت تو بہت دور سے نہیں آئے۔ لیکن فوری معاملات نے ہمیں فرانس سے بلایا ہے۔ آرچ بشپ کے ساتھ ایک ضروری کام کے سلسلے میں ہم نے گھوڑے سرپٹ دوڑائے۔ کل جہاز پر سوار ہوئے۔ رات ساحل پر اترے۔

دوسرا نائیٹ۔ ضروری کام

تیسرا نائیٹ۔ بادشاہ سلامت کا

دوسرا نائیٹ۔ بادشاہ سلامت کے حکم سے۔

پہلا نائٹ۔ ہمارے آدمی باہر ہیں۔
پہلا پادری۔ آپ آرچ بشپ کی مہان نوازی سے واقف ہیں۔ ہم ابھی طعام شب کے لئے
جانے والے ہیں۔ آپ کے ضروری کام سے قبل اگر ہم نے آپ کی خاطر مدارات نہ
کی تو ہمارے اچھے آرچ بشپ ہم پر خفا ہوں گے۔ مہربانی سے کھانا ہمارے ساتھ
تناول فرمایئے۔ آپ کے سپاہیوں کی تواضع میں بھی کوئی کسر نہ رکھی جائے گی۔
اول طعام، بعدہٗ کام۔ آپ کو بھنا ہوا سور پسند ہے؟
پہلا نائٹ۔ پہلے کام۔ بعد میں طعام۔ پہلے تمہارا سور بھون کر بعد میں اسے نوش جان
کریں گے ہم۔
دوسرا نائٹ۔ ہم آرچ بشپ سے فوراً ملنا چاہتے ہیں۔
تیسرا نائٹ۔ جاؤ اور آرچ بشپ سے کہدو کہ ہمیں اس کی میزبانی کی حاجت نہیں۔ ہم اپنا
ماحضر خود حاصل کریں گے۔
پہلا پادری۔ (خادم سے) جاؤ۔ ہز لارڈ شپ سے عرض کر دو۔
چوتھا نائٹ۔ تم اور کتنی دیر ہم سے انتظار کرواؤ گے؟
(طامس آتا ہے)
طامس۔ (پادریوں سے) ہماری توقع کتنی ہی یقینی ہو مگر متوقع لمحہ جب آ پہنچے تو غیر متوقع
ہو سکتا ہے۔ یہ لمحہ اس وقت آیا ہے جب ہم فوری اور اہم معاملات میں منہمک
ہیں۔ ہماری میز پر تمہیں کاغذات ترتیب سے ملیں گے۔ ہم نے محضرات پر دستخط کر
دیئے ہیں۔ (نو واردوں سے)
خوش آمدید۔ جو کچھ بھی تمہارے آنے کی غرض ہو ہم تمہارا استقبال کرتے
ہیں۔ تم کہتے ہو کہ بادشاہ کی طرف سے آئے ہو؟
پہلا نائٹ۔ یقیناً قطعاً۔ ہم آپ سے تنہائی میں بات کرنا چاہتے ہیں۔
طامس۔ (پادریوں سے) تخلیہ ـــــ کہو کیا بات ہے۔
پہلا نائٹ۔ بات یہ ہے کہ ـــــ

تینوں نائیٹ۔ تم، آرچ بشپ، بادشاہ سے باغی ہو۔ بادشاہ سے اور اس سرزمین کے قانون
سے باغی ہو۔ تم وہ شخص ہو جسے خود بادشاہ نے آرچ بشپ بنایا۔ تم کو اس
کرسی پر بٹھایا گیا تھا کہ تم شاہی احکامات کی تعمیل کرو۔
تم اس کے نوکر ہو۔ اسکے آلۂ کار۔ بھاڑے کے ٹٹو۔ تاش کے غلام۔ اس
کی عنایات کا بوجھ تم نے اپنی پیٹھ پر اٹھایا۔ تم نے اپنے سارے اعزاز
اسکے ہاتھوں سے حاصل کئے۔ اس سے تم کو افتخار ملا۔ مہر اور انگشتری۔
یہ شخص ایک ادنےٰ کاروباری کا بیٹا تھا۔ پچھواڑے کے زینوں پر پرورش
پانے والا لونڈا جو چیپ سائیڈ کے محلے میں پیدا ہوا۔
یہ وہ شخص ہے جو خون اور غرور سے پھولے ہوئے کیڑے کے مانند بادشاہ
پر رینگا لندن کی غلاظت میں رینگتی ہوئی جوں جو باہر نکل کر دوسروں کی
قمیصوں پر چڑھ گئی۔ یہ شخص جس نے دھوکا دیا۔ فریب کاری کی۔ جھوٹ بولے قسمیں
توڑیں۔ بادشاہ سے دغا کی۔

طامس۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ کلیسا کی انگشتری حاصل کرنے سے قبل اور اس کے بعد میں
بادشاہ کی وفادار رعایا رہا ہوں۔ اپنے سلسلے سے قطع نظر میں اس کے حکم کا
بندہ ہوں۔ میں بادشاہ کا ادنےٰ ترین حلقہ بگوش اور تابعدار ہوں۔

پہلا نائیٹ۔ اپنے سلسلے سے قطع نظر! اپنے سلسلے سے کہو کہ اگر تمہیں بچائے اور میرا خیال
ہے تمہارا سلسلہ تم کو نہیں بچائے گا۔ سلسلے کے بجائے تمہاری مراد اپنی حب جاہ،
اپنی نخوت، اور حسد اور بدمزاجی سے ہے۔

دوسرا نائیٹ۔ تمہارا تکبر اور حرص ___ اب تم ہم سے درخواست نہ کروگے کہ اس نازک وقت میں ہم
خداوند تعالےٰ سے تمہارے لئے دعا کریں؟

تیسرا نائیٹ۔ ہاں۔ ہم تمہارے لئے دعا کرینگے۔

پہلا نائیٹ۔ ہاں۔ ہم تمہارے لئے دعا کرینگے۔

تینوں نائیٹ۔ ہاں ہم دعا کرینگے کہ خدا تمہاری مدد کرے۔

طامس۔ لیکن معزز حضرات۔آپ کا کام جو آپ نے فرمایا کہ بھدی مزدوری ہے، محض ملامت اور کفر بکنے ہی پر مشتمل تھا؟

پہلا نائیٹ۔ وفادار رعایا کی حیثیت سے ہم نے اپنے غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔

طامس۔ وفادار ــــ کس کے وفادار؟

پہلا نائیٹ۔ بادشاہ کے۔

دوسرا نائیٹ۔ جہاں پناہ۔

تیسرا نائیٹ۔ ملک معظم۔

تینوں نائیٹ۔ ان پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں۔

طامس۔ تو اپنی وفاداری کا نیا لبادہ احتیاط سے پہنو تاکہ خراب نہ ہو یا پھٹ نہ جائے۔کچھ اور کہنا ہے؟

پہلا نائیٹ۔ بموجب فرمان شاہی ــــ بولیں؟

دوسرا نائیٹ۔ فوراً۔ بڑھا لومڑا کہیں نکل نہ بھاگے۔

طامس۔ جو کچھ تمہیں حکم شاہی کے مطابق کہنا ہے عوام کے سامنے کہو تاکہ اگر تم مجھ پر الزام لگاؤ تو میں عوام کے سامنے ہی ان کی تردید کروں۔

پہلا نائیٹ۔ نہیں ــــ یہاں ــــ اور ابھی ــــ

(تینوں طامس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں مگر پادری اور خدام واپس آکر خاموشی سے ان کے اور طامس کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں)

طامس۔ یہاں اور ابھی۔

پہلا نائیٹ۔ تمہاری پہلی مجرمانہ حرکتوں کا ذکر کروں گا وہ بہت مشہور ہیں۔جب فرانس میں ان بن ختم ہوئی اور تمہیں پرانے استحقاق واپس دیئے گئے اس کے بعد تم نے اپنی احسان مندی کس طرح ظاہر کی؟ تم انگلستان سے بھاگ گئے۔تم کو جلا وطن نہیں کیا گیا نہ تم کو دھمکیاں دی گئیں۔تم اس امید پر فرانس گئے کہ وہاں بیٹھ کر فرانسیسی مملکت میں گڑبڑ پھیلاؤ، تم نے باہر جھگڑے کھڑے کئے۔تم نے شاہ فرانس

اور پاپائے روم کے سامنے اپنے بادشاہ کو برا بھلا کہا۔ اس کے خلاف غلط فہمیاں پھیلائیں۔

دوسرا نائیٹ۔ پھر بھی بادشاہ نے رحم کھا کر تمہارے دوستوں کے اصرار پر تم کو معاف کرنے کی پیشکش کی۔ امن کا معاہدہ کیا۔ سارے قضیے ختم ہوئے اور تم کو تمہارے مطالبے کے مطابق تمہاری کلیسائی عملداری میں واپس بھیج دیا۔

تیسرا نائیٹ۔ تمہاری خطاؤں کی یاد کو دفن کر کے تمہارے اعزاز اور املاک واپس کئے گئے۔ جن چیزوں کے لئے تم نے دعوے کیا تمہیں دے دی گئیں۔ اس کے باوجود میں دہراتا ہوں۔ تم نے اپنی احسان مندی کس طرح ظاہر کی؟

پہلا نائیٹ۔ ان لوگوں کو معطل کر کے جنہوں نے نوجوان شہزادے کو تاج پہنایا تھا، تم نے اس تاجپوشی کو غیر قانونی قرار دیا۔

دوسرا نائیٹ۔ بہت سے لوگوں کو کلیسا سے اخراج کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔

تیسرا نائیٹ۔ بادشاہ کے وفادار نوکروں پر، ان سب لوگوں پر جو بادشاہ کی غیر موجودگی میں شاہی اور قومی معاملات سنبھالتے ہیں۔ طرح طرح سے تم نے اپنی حکومت جتائی۔

پہلا نائیٹ۔ یہ حقیقت ہے۔ لہٰذا بتاؤ کہ تم بادشاہ کے حضور میں جوابدہی کرنے پر قائل ہو اسی لئے ہم یہاں بھیجے گئے ہیں۔

طامس۔ میری تمنا ہرگز نہ تھی کہ بادشاہ کے بیٹے کا تاج اتاروں یا اس کی عزت اور حکومت میں تخفیف کروں۔ لیکن وہ یہ کیوں چاہتا ہے کہ میرے عوام مجھ سے جدا ہو جائیں اور اس نے مجھے کنٹربری میں اکیلے بیٹھے رہنے کا حکم کیوں دیا؟ میری طرف سے وہ ایک کے بجائے تین تاج پہنے مجھے کوئی اعتراض نہیں رہے۔ بشپ۔ تو میرا جوا ان کے کندھوں پر نہیں اور نہ میں اس جوئے کو اتار سکتا ہوں۔ وہ پوپ کے پاس اپنی فریاد لے کر جائیں۔ پوپ نے ان کو معتوب کیا تھا۔

پہلا نائیٹ۔ انہیں تمہارے ذریعے موقوف کیا گیا تھا۔

دوسرا نائیٹ۔ اور تمہارے ذریعے ہی تلافی مافات ہونا چاہئے۔

تیسرا نائیٹ۔ انہیں بحال کرو۔

طامس۔ میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ میرے ذریعے ان کو معطل کیا گیا۔ لیکن جس چیز میں پوپ نے گرہ لگا دی ہو میں اسے کھولنے سے قاصر ہوں۔ انہیں پوپ کے پاس جانے دو کیونکہ میری بے عزتی پوپ اور کلیسا نے ظاہر کی بے عزتی ہے۔

پہلا نائیٹ۔ ہو سکتا ہے مگر یہ بادشاہ کا فرمان ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی اس ملک سے چلے جائیں۔

طامس۔ اگر یہ بادشاہ کا فرمان ہے تو میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ سات سال میرے لوگ میری موجودگی کے بغیر رہے۔ مصائب اور کرب کے سات سال سات سال تک میں غیر ملکی بھیک پر پردیس میں غربت کے دکھ جھیلا کیا۔ سات سال مختصر نہیں۔ وہ سات سال مجھے واپس نہیں ملیں گے یقین رکھو کہ اب چرواہے اور اور اس کے گلّے کے درمیان آئندہ سمندر ہرگز حائل نہ ہو گا۔

پہلا نائیٹ۔ بادشاہ کے انصاف، بادشاہ کی بزرگی کی تم انتہائی اہانت کے ساتھ تذلیل کر رہے ہو۔ بد دماغ دیوانے تمہیں اپنے ملازم اور اپنے پادری یہاں بلوانے میں کوئی شے حارج نہیں۔

طامس۔ میں بادشاہ کی توہین نہیں کر رہا۔ بادشاہ سے اور مجھ سے اونچی ہستی ایک اور ہے مجھ، چیپ سائیڈ کے بیکٹ، مجھ بیکٹ کے خلاف تمہاری پیکار نہیں۔ بیکٹ کے بجائے کلیسائے مسیح اور روما قسمت کے خوفناک فیصلے صادر کرتا ہے۔

پہلا نائیٹ۔ پادری۔ تم نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر یہ الفاظ ادا کئے ہیں۔

تینوں نائیٹ۔ پادری۔ غدار۔ عادی مجرم۔

طامس۔ میں اپنا معاملہ روما کے فیصلے کے سپرد کرتا ہوں۔ لیکن اگر تم نے مجھے مار ڈالا میں اپنی قبر سے اٹھ کر اپنا معاملہ تخت خداوندی کے سامنے پیش کروں گا۔

(جاتا ہے)

چوتھا نائیٹ۔ پادری! راہب! خدمت گار! اس شخص کو بادشاہ کے نام پہ گرفتار کرو۔

پہلا نائیٹ۔ ورنہ تمہیں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

دوسرا نائیٹ۔ باتیں بہت ہو چکیں۔

چاروں نائیٹ۔ ہم بادشاہ کے انصاف کے لئے تلواروں سے لیس ہو کر آئے ہیں۔

(جاتے ہیں)

کورس۔ میں نے موت کے پیغامبروں کی آہٹ پالی ہے۔ ناقابلِ ادراک پُر اسرار پیش آگہی نے میرے احساسات جگا دیئے۔ میں نے رات کے سمے بانسری کی آواز سنی ہے۔ بانسری کی آواز اور اُلوؤں کی چیخیں۔ میں نے دوپہر کے وقت فلس دار، مہیب بے ڈول پروں کو ترچھا ترچھا اڑتے دیکھا ہے۔ میں نے چمچے میں سڑے ہوئے گوشت کا مزہ چکھا ہے۔ میں نے اندھیرا پڑے زمین کا بے چین اور بے تکا زیرو بم محسوس کیا ہے۔ مجھے اونگھے شور مچانے والے حیوانوں کی آوازوں میں قہقہے سنائی دیئے ہیں۔ گیدڑ۔ گدھے۔ کتے۔ چوہوں اور صحرائی خرگوشوں کے دوڑنے کی صدا۔ باؤلی مرغابی کی ہنسی۔ میں نے طلوعِ آفتاب کے میلے اجالے میں سُرمئی گردنیں مڑتی اور چوہوں کی دُمیں بل کھاتی دیکھی ہیں۔ چکنی جلد والے جانداروں کو سمندری مخلوق کے تیکھے کھاری نمک کے ساتھ زندہ نگلا ہے۔ میں نے جلتا ہوا جھینگا کھایا ہے۔ اور کیکڑا اور کستورا مچھلی اور گھونگا۔ یہ سب میری آنتوں میں زندہ ہیں اور انڈے دے رہے ہیں۔ میری آنتیں صبح کی روشنی میں تحلیل ہو گئیں۔

میں نے گلاب میں موت سونگھی ہے۔ ہولی ہوک میں موت سونگھی ہے۔ سوئیٹ پی اور سنبل اور پرم روز اور گاؤ زبان میں موت سونگھی ہے۔ میں نے تنوں اور سینگوں اور سونڈوں اور کھروں کو عجیب عجیب جگہوں میں دیکھا ہے۔

میں سمندر کی تہہ میں لیٹی ہوں۔ سمندر پھول کے ساتھ ساتھ سانس لئے ہیں۔ اور اسفنج کے ساتھ ساتھ پانی کو غٹ غٹ پیا ہے۔ میں نے مٹی میں لیٹ کر کیڑوں کے ساتھ لوٹ لگائی ہے۔ ہوا میں چیل کی اڑان کے ساتھ اڑی ہوں اس کے ساتھ

غوطہ کھایا ہے۔ اور گوریا کے ساتھ نیچے آئی ہوں۔ میں نے بھونرے کے سینگ اور سانپ کی کینچلی اور ہاتھی کی متحرک سخت کھردری اور بے حس کھال اور مچھلی کے لرزاں پنکھوں کو محسوس کیا ہے۔ میں نے قاب میں سٹراند اور بیت الخلا میں لوبان اور لوبان میں جو کچھ کو سونگھا ہے جنگل کی پگڈنڈی میں میں نے خوشبو دار صابن کی مہک پائی ہے جب کہ زمین ہانپتی اور کراہتی رہی۔ میں نے لنگوروں کو وحشت زدہ کرتے ہوئے روشنی کے حلقوں کے مرغولے نیچے اترتے دیکھے ہیں۔ کیا مجھے معلوم نہیں تھا معلوم نہیں تھا کہ کیا ہونے والا ہے؟ یہاں باورچی خانے میں گلیارے میں اصطبل میں کھلیان میں گنے کے تھان پر بازار میں ہماری رگوں میں ہماری آنتوں میں ہماری کھوپڑیوں میں آمروں کی سازشوں میں سیاسی طاقتوں کی گفتگو میں ہونے والا واقعہ موجود تھا۔ قسم کھائے کر گئے پر شہزادوں کی مجالس شوریٰ میں جو کچھ بنا گیا، وہ ہماری رگوں ہمارے دماغوں میں بُنا جا چکا ہے۔ کنٹربری کی عورتوں کے گردوں کے زندہ کیڑوں کے نقش و نگار کی مانند بُنا جا چکا ہے۔

میں نے موت کے پیغامبروں کی مہک سونگھ لی ہے۔ اب عمل کا وقت گذر گیا۔ اتنی جلدی پشیمان نہیں ہوا جا سکتا۔ آخری استغفار پر راضی ہونے والوں کے لئے فرط ندامت سے بے ہوش ہو جانے کے علاوہ اور کچھ ممکن نہیں۔ لارڈ آرچ بشپ میں راضی ہوں۔

مجھے زبردستی کھینچ لیا گیا ہے۔ مجھے خاموش کر دیا گیا ہے میری عصمت دری کی گئی ہے۔ فطرت کے روحانی گوشت پوست سے میرا سنجوگ ہو چکا ہے۔ روح کی حیوانی طاقتوں نے مجھے زیر کر لیا ہے اپنے آپ کو ملیامیٹ کر دینے کے جنون سے میں مغلوب ہو چکی ہوں۔ روح کی آخری قطعی موت، بربادی اور اپنی شرمساری کی سرشاری مجھ پر حاوی ہو گئی ہے۔

اے لارڈ آرچ بشپ۔ اے طامس آرچ بشپ۔ ہمیں معاف کر۔ ہمیں معاف کر ہمارے لئے دعا کر کہ اپنی شرم میں گھرے ہم تیرے لئے دعا کر سکیں۔

(طامس آتا ہے)

طامس ۔ شانتی۔ اپنے خیالوں اور اپنے کشف میں شانتی رکھو۔ یہ سب کچھ تمہارے ساتھ ہونا تھا اور تمہیں اسکو قبول کرنا چاہئے۔ ابدی بوجھ ابدی اقبال میں یہ تمہارا حصہ ہے ایک لمحہ۔ مگر جب خدائے ذوالجلال کے مقصد کی تصویر مکمل ہوئی تو ایک اور لمحہ اچانک کرب انگیز مسرت کے ساتھ سوئی کی نوک کی طرح تمہیں چبھے گا۔ خانہ داری کی مشقت کرتے ہوئے تم یہ چیزیں بھول جاؤ گی۔ آگ کے پاس کاہلی سے گنگناتے ہوئے اس خواب کی طرح جو اکثر سنایا گیا ہو اور سنانے کے دوران میں کہانی کئی مرتبہ مختلف ہو چکی ہو بڑھاپا اور نسیان یادوں کو شیریں بنا دے گا۔ اور تم کو یہ باتیں غیر حقیقی معلوم ہوں گی انسان بہت زیادہ حقیقت برداشت نہیں کرسکتا۔

(پادری داخل ہوتے ہیں)

تینوں پادری۔ (علیحدہ علیحدہ) آقا۔ یہاں ہرگز نہ ٹھہریئے۔ حجروں میں سے ہو کر خانقاہ کے گرجا میں چلے جائیے۔ وقت نہیں ہے۔ وہ لوگ ہتھیار لے کر آ رہے ہیں۔ قربان گاہ کی طرف چلئے ـــ قربان گاہ کی طرف ـــ

طامس ۔ میری ساری زندگی یہ قدم میری طرف بڑھتے رہے ہیں۔ ساری زندگی میں نے ان کا انتظار کیا ہے۔ موت اسی وقت آئے گی جب میں اس کے لائق ہوں گا۔ اگر میں شہادت کے قابل ہوں تو کوئی خطرہ نہیں۔ لہٰذا مجھے اب صرف اپنی وصیت مکمل کرنا ہے۔

پادری ۔ وہ لوگ آ رہے ہیں۔ وہ لوگ ابھی در آئیں گے آپ کو قتل کر دیں گے الطار کی طرف چلئے ـــ جلدی ـــ میرے آقا یہاں کھڑے ہو کر باتیں نہ کیجئے۔ اگر آپ مار ڈالے گئے آقا تو ہمارا کیا بنے گا؟ ہمارا کیا بنے گا؟

طامس ۔ دھیرج رکھو۔ خاموش رہو۔ نہ بھولو کہ تم کہاں ہو اور کیا ہو رہا ہے۔ میری زندگی کے علاوہ اور کسی کی زندگی کا تعاقب نہیں کیا جا رہا۔ میں خطرے میں نہیں ہوں، محض موت کے نزدیک ہوں۔

پادری۔ آقا۔ نماز مغرب کے لئے چلئے۔ آپ کو نماز مغرب سے ہرگز غیر حاضر نہ رہنا چاہیے آپ امامت کے فریضے سے غیر حاضر نہیں رہ سکتے۔ نماز مغرب کے لئے چلئے۔ ہیکل کے اندر چلئے۔

طامس۔ تم سب نماز کے لئے جاؤ۔ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ وہ لوگ گلا بان کو نہیں موجود پائیں گے۔ گلا بچ جائے گا۔ میں آسمانی راحت کے احساس سے لرز چکا ہوں۔ آسمان آنکھ سے اشارہ کر رہا ہے۔ ایک سرگوشی ہے کہ اب میں زیادہ عرصے تک محروم نہ رکھا جاؤں گا۔ ساری چیزیں مل کر ایک مسرور تکمیل کی طرف جا رہی ہیں۔

پادری۔ پکڑ لو ___ آقا کو کھینچ کر اندر لے چلو۔

طامس۔ مجھے نہ چھوڑو۔

پادری۔ نماز کے لئے ___ جلدی۔

وہ طامس کو کھینچ کر باہر لے جاتے ہیں۔ کورس کی بات کے دوران میں منظر کیتھڈرل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

کورس۔ (پس منظر میں فاصلے پر کوائیر لاطینی مناجات "روزِ قیامت" گا رہا ہے۔)
ہاتھ بے جان ہے۔ پپوٹے سوکھے۔ دہشت خاموش، درد وہ سے زیادہ دہشت ناک۔

دہشت خاموش ہے مگر انگلیوں کی اینٹھن اور کھوپڑی کے چٹخنے سے زیادہ دہشت ناک۔

گلیارے میں قدموں کی چاپ۔ دہلیز پر پڑتی پرچھائیں ہال میں مچنے والے ہنگامے سے زیادہ دہشت ناک۔

جہنم کے گماشتے غائب ہو گئے۔ انسانوں کے گماشتے خاک میں مل کر ہوا میں اڑ کر خشک ہو کر بھلا دیئے گئے۔ یاد رکھنے کے لائق نہ تھے۔

یہاں پر صرف موت کا چپٹا چہرہ ہے خدا کا چپ چاپ خادم اور موت کے چہرے

کے پیچھے فیصلہ۔ اور فیصلہ کے پیچھے خلا اور جہنم کی متحرک اشکال سے زیادہ ہولناک کھوکھلا پن۔ معدومیت۔ خدا سے جدائی۔

خالی سرزمین کی طرف زبردستی سفر کی دہشت جو کوئی سرزمین نہیں۔ صرف خالی پن ہے، معدومیت۔ خلاء۔ جہاں وہ جو کبھی انسان تھے اپنا ذہن کسی بہلاوے کسی فریب نظر کی طرف متوجہ نہیں کر سکتے۔ خواب اور بہروپ میں فرار حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ جہاں روح کو مزید دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ نہ وہاں کوئی اشیاء ہیں نہ رُوپ نہ سُر۔ توجہ بٹانے کے لئے کوئی ہیئت۔ روح کو خود نگری سے باز رکھنے کے لئے کوئی رنگ۔ معدومیت معدومیت کے ساتھ ابدالآباد تک کیلئے نجاست میں بندھی ہوئی ہے یہ وہ شے نہیں جسے ہم موت کہتے ہیں۔ موت سے ماورا موت، موت نہیں۔

ہم خوفزدہ ہیں۔ ہم خوفزدہ ہیں۔ میری وکالت کون کریگا؟ میرا نجات دہندہ درخت پر مرا ہوا لٹکا ہے۔ اولیسوع تیری تکلیف رائیگاں نہ جائے۔ میری آخری دہشت میں میری مدد کر۔ میں خاک ہوں اور خاک کی طرف جھکتی ہوں۔ آخری، قہرناک مقدر کے فیصلے کے وقت خداوندا میری مدد کر۔ کہ موت نزدیک آگئی۔

(کیتھڈرل کے اندر طامس اور پادری۔)

پادری۔ دروازے میں سلاخیں لگا دو۔ دروازہ مقفل ہو گیا۔ ہم محفوظ ہیں۔ ہم محفوظ ہیں۔ وہ لوگ اب کواڑ توڑ کر اندر آنے کی ہمت نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ اندر نہیں آ سکتے۔ ان کے پاس اتنی طاقت نہیں ہم محفوظ ہیں۔ ہم محفوظ ـــــ

طامس۔ سلاخیں ہٹا دو، دروازے کھول دو۔ میں خداوند یسوع کے کلیسا، پناہ گاہ کو قلعے میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ کلیسا شاہ بلوط اور پتھروں کے ذریعے نہیں اپنے بندوں کی اپنے طریقے سے حفاظت کرے گا۔ شاہ بلوط اور پتھر مٹ جاتے ہیں۔ سہارا نہیں دیتے۔ لیکن کلیسا باقی رہے گا۔ ـــــ گرجا ہمارے دشمنوں کے لئے بھی کھلا رہے گا۔ دروازے کھول دو ـــــ کھول دو سب دروازے۔

پادری۔ آقا۔ یہ انسان نہیں۔ وحشی جانور ہیں یہ ان انسانوں کی طرح کلیسا میں نہیں آ رہے

جو ہیکل کی تکریم کرتے ہوئے یسوع کے جسم کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہیں۔ شیر ببر
چیتے، بھیڑیئے، اور جنگلی سؤر سے بچنے کے لئے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ ایسے
جانوروں سے بچنے کے لئے جن کے جسموں میں لعنت زدہ انسانوں کی روحیں
ہیں، جو جانوروں سے بدتر ہیں، دروازے کیوں نہ بند کئے جائیں؟ میرے آقا ــــ
میرے آقا ــــ

طامس۔ تم لوگ مجھے سر دھڑ کی بازی لگا کر خطروں میں کود جانے والا دیوانہ گردانتے ہو۔
تم دنیا والوں کی مانند نتائج کے فیصلے کرتے ہو کہ یہ عمل اچھا تھا یا برا۔ تم حقیقت
سے گریز کرتے ہو۔ کیونکہ ہر زندگی اور ہر کام کی نیکی یا بدی کا نتیجہ پیش کیا جا سکتا ہے۔
اور جیسے وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے اعمال ایک دوسرے میں گھل مل
جاتے ہیں اسی طرح آخر میں خیر و شر میں تمیز نہیں کی جا سکتی۔ میری موت کا اندازہ
وقت کے ذریعے نہیں لگایا جائیگا۔ اگر اس بات کو جسکے تم میرا سارا وجود راضی ہے
"فیصلہ" قرار دینا چاہو تو یہ میرا فیصلہ وقت سے باہر کیا گیا ہے۔ میں انسان کے قانون
سے برتر خدائی قانون کی خاطر اپنی جان دے رہا ہوں۔
دروازہ کھول دو۔ ہم انسان نما حیوانوں سے لڑ بھڑ کر شاطرانہ چالوں کے
ذریعے، یا اپنی مدافعت کر کے فتح حاصل نہیں کریں گے۔ ہم حیوان سے لڑ کر جیت چکے
ہیں۔ اب ہمیں کرب اٹھا کر فتح پانا ہے۔ یہ آسان تر فتح ہے۔ یہ صلیب کی نصرت
کا وقت ہے۔ دروازہ کھول دو۔ میں حکم دیتا ہوں۔

(دروازہ کھلتا ہے۔ چاروں نائٹ نشے میں ذرا سا لڑکھڑاتے داخل ہوتے ہیں)

پادری۔ اس راستے سے میرے آقا ــ جلدی ــــ زینے پر چلئے۔ چھت پر چلئے۔ تہ خانے میں چلئے۔
جلدی ــــ آقا کو زبردستی لے چلو۔

چاروں نائٹ۔ بادشاہ کا نمک حرام، دخل انداز پادری بیکٹ کہاں ہے؟ دانیال شیر کی
کچھار میں اتر آ۔ حیوان کا شکار بننے کے لئے نیچے اتر آ دانیال۔
تم بھیڑ کے خون میں نہائے ہو؟

تم نشانہ بننے کے نشان سے مزین ہو؟
شیروں کی کچھار میں اتر آدانیال۔
نیچے کود آ اور ضیافت میں شامل ہو۔
چیپ سائیڈ کا چھوکرا بیکیٹ کہاں ہے؟
کہاں ہے مرتد پادری بیکیٹ؟
شیر کی کچھار میں اتر آ دانیال۔
نیچے کود آ دانیال اور ضیافت میں شامل ہو۔

طامس۔ راست باز انسان شیر کی مانند نڈر اور خوف سے آزاد ہوتا ہے۔ بادشاہ کا نمک حرام نہیں۔ میں پادری ہوں۔
عیسائی۔ جسے یسوع کے خون نے بچایا۔
اپنا خون بہانے کر اذیت اٹھانے کے لئے تیار۔
خون کا نشان
ہمیشہ سے کلیسا کا نشان ہے۔ خون کا بدلہ خون۔
اس کا خون میری زندگی خریدنے کے لئے بہا۔
میرا خون اس کی موت کا قصاص دینے کے لئے بہے گا۔
میری موت اس کی موت کے بدلے میں۔

دوسرا نائیٹ۔ ان سب کو جنہیں تم نے کلیسا سے خارج کیا معاف کرو۔
دوسرا نائیٹ اس اقتدار سے مستعفی ہو جس کا تم نے بے جا ادعا کیا۔
تیسرا نائٹ۔ جو روپیہ تم نے خرد برد کیا اسے بادشاہ کو واپس کرو۔
پہلا نائیٹ۔ جس تابعداری کو تم نے فسخ کیا اس کی تجدید کرو۔

طامس۔ اپنے آقا خداوند یسوع کے لئے میں مرنے کو تیار ہوں۔ تاکہ اس کے کلیسا کو امن اور آزادی مل سکے۔ بعد میں غم و غصے اور شرم کی خاطر تم جو چاہو کرو لیکن خدا کے واسطے میرے کسی پیرو کو خواہ وہ عام آدمی ہو یا پادری، ہرگز نہ چھونا۔ میں اس کی

قطعی مخالفت کرتا ہوں۔

نائیٹ ۔ غدار ۔ غدار ۔ غدار ۔

طامس ۔ تم ریجی نالڈ ۔ تم خود غدار ہو ۔ میرے حاشیہ بردار ہونے کے باوجود تم نے مجھ سے بدعہدی کی ۔ تم نے مجھے جو تمہارا روحانی پیشوا تھا دھوکا دیا ۔ تم نے کلیسا کی بے حرمتی کرکے خدا سے غداری کی ۔

نائیٹ ۔ ایک تاریک ذہن شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں ۔ اور جو کچھ مجھ پر واجب الادا ہے اس کی قیمت میں ابھی دے چکا ہوں ۔

طامس ۔ خدائے ذوالجلال ۔ ہمیشہ کنواری صدیقہ مریم ۔ بپتسمہ دینے والے مقدس یوحنا ، پطرس اور پال مقدس رسولوں ، مقدس شہید ڈینس اور سارے اولیاء کی خدمت میں اپنا اور کلیسا کا معاملہ سپرد کرتا ہوں ۔

(جب نائیٹ طامس کو قتل کرتے ہیں اس دوران میں کورس کی آواز سنائی دیتی ہے)

کورس ۔ فضا کو دھوؤ ۔ آسمان کو دھوؤ ۔ ہوا کو دھوؤ ۔ پتھر کو پتھر سے علیحدہ کرکے دھوؤ ۔ زمین ناپاک ہے ۔ پانی ناپاک ہے ۔ ہمارے جانوروں کے گلے ، ہم خود خون میں لت پت ہیں ۔ خون کی بارش نے میری آنکھیں اندھی کر دیں ۔ انگلستان کدھر ہے ؟ کینٹ کدھر ہے ۔ کنٹربری کدھر ہے ؟ ماضی میں ـــ دور دور دور ۔ اور میں خشک ٹہنیوں کی سرزمین پر گھومتی ہوں اور اگر میں ان ٹہنیوں کو توڑ ڈالوں تو ان میں سے خون بہنے لگتا ہے ۔ میں خشک پتھروں کی سرزمین پر گھومتی ہوں ۔ اگر میں ان پتھروں کو چھو لوں ان میں سے خون بہنے لگتا ہے ۔ میں نرم ، پرسکون ، موسم بہاراں کی طرف کس طرح لوٹوں ؟

رات ہمارے ساتھ ٹھہر ۔ آفتاب تھم جا ۔ موسم ٹھہر جا ۔ دن دوبارہ طلوع نہ ہو ۔ فصل گل اب نہ آ ۔ کیا میں دن اور اسکی عام چیزوں پر دوبارہ نظر ڈال کر گرتے ہوئے خون کے پردے میں سے انکو خون میں آلودہ دیکھوں گی ـــ ؟

ہم تو کوئی بات وقوع پذیر ہونا نہ چاہتے تھے ۔ ہم نجی فلاکت اور نجی نقصان اور عام

بدبختی کو سمجھ سکتے تھے۔ زندہ اور ادھورے زندہ۔

رات کی دہشت جو دن کے کام کاج میں منتج ہوتی ہے دن کی دہشت جس کا رات کی نیند میں اختتام ہوتا ہے جھاڑو پر ہاتھ ٹیک کر بازار میں باتیں کرنا۔ رات کو آتش دان کی راکھ صاف کر کے اکٹھی کرنا۔ صبح سویرے ایندھن ڈال کر آگ جلانا ــــ یہ افعال گویا ہمارے دکھوں کی حدود کے نشان تھے۔ ہر دہشت کی اپنی تشریح تھی۔ ہر دکھ کا اپنا منتہا تھا۔ زندگی میں زیادہ عرصے تک مصیبتیں جھیلنے کا وقت نہیں۔

لیکن یہ واقعہ زندگی سے باہر ہے۔ بدی اور جرم کا ابدی لحظہ۔

ہم ایسی غلاظت سے آلودہ ہیں جسے صاف نہیں کر سکتے۔ مافوق الفطرت کیڑوں سے ہمارا ملاپ ہوا ہے محض ہم، یا ہمارا گھر یا ہمارا معاشرہ پلید نہیں ہوا۔ بلکہ ساری دنیا مکمل طور پر نجس ہے۔

فضا کو دھوؤ۔ آسمان کو دھوؤ۔ ہوا کو دھوؤ۔ پتھر کو پتھر سے کھال کو ہاڑ سے، گوشت کو ہڈی سے علیحدہ کر کے دھوؤ۔ پتھر کو دھوؤ۔ ہڈی کو دھوؤ۔ دماغ کو دھوؤ۔ روح کو دھوؤ۔ دھوؤ۔ دھوؤ۔

(آرچ بشپ کو قتل کر چکنے کے بعد نائیٹ اسٹیج کے سامنے آکر تماشائیوں سے مخاطب ہوتے ہیں)

پہلا نائیٹ۔ آپ سے درخواست ہے کہ چند منٹ ہمیں عنایت کیجئے۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ ہمارے اس فعل کے متعلق ذرا سختی سے حکم لگانے پر مائل ہوں گے۔ آپ صاحبان انگریز ہیں۔ لہٰذا انصاف اور مساوی برتاؤ کے قائل ہیں۔ اور ایک آدمی پر چار آدمیوں کی یلغار دیکھ کر آپ کی ہمدردی فوراً مظلوم کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ میں آپکے محسوسات کا احترام کرتا ہوں اور ان میں شریک ہوں۔ آپ صاحبان انگریز ہیں لہٰذا معاملے کے دونوں پہلوؤں کے متعلق سنے بغیر دو ٹوک فیصلہ کبھی نہ کرینگے۔ یہ قاعدہ ہماری جیوری کے ذریعے سماعت کے قدیم دستور کے عین مطابق ہے۔ میں خود اس معاملے کو آپ کے سامنے پیش کرنے کا اہل نہیں۔ میں کردار کا غازی ہوں گفتار کا غازی نہیں۔ چنانچہ میں دوسرے مقررین کا تعارف کرانے پر ہی اکتفا کروں گا۔ جو اپنی گوناگوں صلاحیتوں اور مختلف نقطہ ہائے نظر کے ساتھ اس انتہائی گنجلک مسئلے کی حقیقت حال آپ کے سامنے پیش کر سکیں گے۔ میں سب سے پہلے اپنے بزرگ ترین رکن کو مدعو کرتا ہوں۔ جن کی ریاست

میری جاگیر کے پڑوس میں ہی ہے۔ نواب دلیم ڈی ٹریسی۔

تیسرا نائیٹ۔ گو میرے پرانے دوست ریجنالڈ فِٹزرس نے آپ کو باور کرانے کی کوشش کی ہے مگر افسوس کہ میں ایسا تجربہ کار مقرر نہیں۔ لیکن میں ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ جو کچھ ہم نے کیا اور جو کچھ بھی آپ اس کے بارے میں سوچیں مگر ہم اس سارے قضیے میں قطعاً غیر جانب دار اور غیر متعلق رہے ہیں۔ (دوسرے نائیٹ — ہیئر — ہیئر۔) ہمیں اس کام سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ نفع کے بجائے الٹا نقصان ہی نقصان ہے۔ ہم چار سیدھے سادے انگریز ہیں۔ جو وطن کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے ہیں۔ یہاں آن کر ہم نے آپ لوگوں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈالا ہوگا۔ ہمیں معلوم تھا کہ ہم نے ایک خاصا ٹیڑھا کام اپنے ذمے لیا ہے۔ میں صرف اپنی بات کرتا ہوں۔ لیکن میں نے کافی شراب پی لی تھی — میں ویسے شراب کا رسیا نہیں ہوں۔ تاکہ اس کام کے لئے ہمت باندھ سکوں۔ یہ واقعہ ہے کہ آرچ بشپ کو قتل کرنا بڑی بزدلی کی بات ہے۔ جب کہ آپ خود بھی کلیسا کی روایات کے زیرِ سایہ پروان چڑھے ہوں۔ چنانچہ اگر ہم ذرا چھچھورے اور ہلڑ باز سے معلوم ہوئے تو اس کی وجہ اب آپ سمجھ سکیں گے۔ اپنی حد تک مجھے اس معاملے کا بڑا افسوس ہے۔ ہمیں احساس تھا کہ یہ ہمارا فرض ہے مگر پھر بھی ہمیں اسے پورا کرنے کے لئے اپنا جی کڑا کرنا پڑا۔ اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہمیں اس کے صلے میں ایک دھیلا بھی نہیں ملے گا۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ بہت سی باتوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ شاہ ہنری — خدا اس پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔ امورِ مملکت کی مصلحت کی خاطر کہے گا کہ وہ ہرگز نہ چاہتا تھا کہ ایسا ہو۔ اور یوں بھی کافی گڑبڑ پھیلے گی۔ اور حد سے حد ہم لوگوں کو اپنی بقیہ زندگیاں سمندر پار پردیس میں گذارنا پڑیں گی۔ اور معقول لوگ بھی جب انہیں یہ احساس ہو جائے گا کہ آرچ بشپ کو راستے سے ہٹانا بالکل لازمی تھا — ذاتی طور پر میں آرچ بشپ کا بڑا مداح تھا — آپ نے خود ملاحظہ کیا کہ آخر وقت میں اس نے کیسی بہادری دکھائی۔ اس کارنامے کے لئے ہماری تعریف نہ کریں گے۔ جی نہیں صاحب۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم تو اپنی لٹیا ڈبو چکے۔ لیکن جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا حضرات! کم از کم اتنا تو

مان لیجئے کہ ہم اس معاملے میں بالکل غیر متعلق رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا تھا۔

پہلا نائیٹ۔ ہم سب متفق ہوں گے کہ ولیم ڈی ٹریسی نے اپنی قابلِ تعریف تقریر میں ایک اہم نکتہ بیان کیا۔ ان کی جرح کا لب لباب یہ ہے کہ:۔

ہم بالکل غیر متعلق رہے ہیں۔ لیکن ہمارے فعل کے لئے اس سے زیادہ صفائی درکار ہے۔ آپ ہمارے دوسرے مقررین کو بھی سنیئے۔ میں ہیوڈی مورویل سے درخواست کرونگا جنہوں نے اصول مملکت اور دستوری قانون کا مطالعہ کیا ہے۔ سر ہیوڈی مورویل۔

دوسرا نائیٹ۔ میں اس نکتے کو جسے ہمارے قائد سر ریجنالڈ فنز نے بہت قابلیت کے ساتھ واضح کیا دوبارہ بیان کرتا ہوں۔ کہ آپ حضرات انگریز ہیں اور آپ کی ہمدردی ہمیشہ مظلوم کے ساتھ ہوگی۔ انگریزی انصاف کی روح یہی ہے۔ اب یہ محترم آرچ بشپ جن کی خوبیوں کا خاکسار بھی معترف تھا ہمیشہ ایک مظلوم کی حیثیت میں پیش کئے گئے ہیں۔ لیکن کیا حقیقت بھی یہی ہے؟ میں آپ کے جذبات کے بجائے آپ کے ذہن دماغ سے اپیل کرتا ہوں۔ میرا مشاہدہ کہتا ہے کہ آپ سب حقیقت پسند معقول حضرات ہیں آپ جذباتی آئیں بائیں شائیں کے چکر میں نہ آئیں گے۔ لہٰذا میں سنجیدگی کے ساتھ آپ سے ایک سوال کرتا ہوں آرچ بشپ کے مقاصد کیا تھے اور شاہ ہنری کی غرض و غایت کیا ہے؟ ان سوالوں کے جواب میں ہمیں اس مسئلے کا حل دستیاب ہو جائے گا۔

بادشاہ کی غرض ہمیشہ سے ایک ہی رہی ہے۔ مرحوم ملکہ میٹیلڈا کے عہد اور بدبخت غاصب اسٹیون کے فتنے و شورش کے دوران میں مملکت میں سب سے زیادہ پھوٹ پڑ گئی تھی۔ لوکل گورنمنٹ کی بے اعتدال طاقت میں جو خود غرض اور مفسدانہ مقاصد کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ ہمارے بادشاہ نے تخفیف کرکے اور طریقہ قانون میں اصلاحات نافذ کرکے دوبارہ امن قائم کرنا چاہا۔ لہٰذا ان کی خواہش تھی کہ بیکٹ جس نے انتہائی قابل ایڈمنسٹریٹر ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ چانسلر اور آرچ بشپ کے عہدوں کو یکجا کردے۔ اگر آرچ بشپ نے بادشاہ کی بات مان لی

ہوتی تو ہمیں ایک مثالی مملکت حاصل ہو سکتی تھی۔ جس میں روحانی اور دنیوی نظام مرکزی حکومت کے زیر اثر اکٹھے کر دیئے جاتے۔ میں مختلف سرکاری حیثیتوں کے ذریعے بکیٹ سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور میں یہ کہوں گا کہ سول سروس کے اعلیٰ ترین عہدے کے لئے اس سے بہتر شخص مجھے آج تک نہیں ملا۔ لیکن ہوا کیا ——— جوں ہی بادشاہ سلامت کے کہنے سے بکیٹ کو آرچ بشپ بنایا گیا اس نے چانسلر کے عہدے سے فوراً استعفیٰ دے دیا۔ پادریوں سے بھی زیادہ کٹر پادری بن بیٹھا۔ اس نے نہایت طمطراق سے اور انتہائی ناگوار انداز میں سادھوؤں کی ایسی زندگی اختیار کر لی۔ اور باضابطہ اعلان کیا کہ اس نظام سے جس کو ہمارے بادشاہ سلامت اور ان کے ایک ملازم کی حیثیت سے وہ خود قائم کرنے کی سعی کرتا رہا تھا ——— اس نظام سے بلند و برتر ایک اور نظام بھی موجود ہے۔ اور خدا جانے کیوں ——— اسنے یہ بھی کہا کہ یہ دونوں نظام ایک دوسرے کے منافی ہیں۔

آپ مانیئے گا کہ ہمارے عوام جس قسم کے لوگ ہیں آرچ بشپ کی مداخلت ان کی جبلت کو بڑی ناگوار گذرتی ہے۔ اب تک جو کچھ میں نے کہا میں سمجھتا ہوں آپ اس پر صاد فرمائیے گا۔ میں آپ کے چہروں میں پڑھ سکتا ہوں محض وہ طریقہ کار آپ کے نزدیک تنقیح طلب ہے جس کے ذریعے ہم نے یہ معاملہ طے کیا۔ تشدد استعمال کرنے کا افسوس ہم سے زیادہ کسی کو نہ ہوگا۔ لیکن بدقسمتی سے بعض مواقع ایسے آتے ہیں جب سماجی انصاف کی خاطر تشدد بالکل لازمی ہو جاتاہے۔ کسی اور دوسرے وقت میں آپ آرچ بشپ کو پارلیمنٹ کے ذریعے مجرم ثابت کر سکتے ہیں۔ اور غدار کی حیثیت سے باضابطہ ان کی گردن اڑائی جا سکتی ہے اور پھر بھی کسی کو قاتل کہلانے کا بوجھ نہیں اٹھانا پڑے گا۔ اور اس کے کچھ اور مدت بعد ایسے معتدل طریقے بھی بیکار ہو جائیں گے۔ لیکن آپ ایسے موقعے پر تشریف لائے ہیں جب کلیسا کے دعوؤں کو مملکت کی بہبود کی خاطر مملکت کے ماتحت ہونا لازمی ہے۔ یہ نہ بھولیئے کہ یہ ہم تھے جنہوں نے پہلا قدم اٹھایا۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے وہ صورت حال پیدا کی جو آج

آپ کو پسند ہے۔ ہم نے آپ کا فائدہ کیا ہے۔ ہم آپ کی تالیوں کے مستحق ہیں۔ اور اگر اس معاملے میں کسی احساسِ جرم کا وجود ہے تو آپ کو اس میں ہمارے ساتھ شریک ہونا چاہئے۔

پہلا نائیٹ۔ موروِیل نے بہت خیال انگیز باتیں کہی ہیں۔ میرے خیال میں ان لوگوں کے لئے جو ایسی باریک منطق سمجھ سکتے ہیں موصوف حرفِ آخر کہہ چکے ہیں لیکن ابھی ایک مقرر کو ایک اور نکتہ بیان کرنا ہے۔ اگر اب بھی کسی صاحب کو اطمینان نہیں ہوا تو رچرڈ برٹو (جو کلیسا کے ایک انتہائی وفادار خاندان کے فرد ہیں) ان کو مطمئن کر دیں گے۔

رچرڈ برٹو

چوتھا نائیٹ۔ مجھ سے پہلے کے سارے اصحاب نے (اور ہمارے قائد ریجنالڈ فٹز ارز کا تو ذکر ہی بیکار ہے) نہایت کھری کھری باتیں کہی ہیں۔ مجھے ان کے استدلال میں مزید اضافہ نہیں کرنا ہے۔ لیکن جو کچھ مجھے عرض کرنے کی خواہش ہے اسے ایک سوال کی صورت میں پیش کرتا ہوں۔

آرچ بشپ کو کس نے قتل کیا؟

چونکہ آپ نے اس المناک منظر کو بچشم خود ملاحظہ فرمایا ہے آپ میرے اس استفسار پر ضرور متعجب ہوں گے لیکن ذرا واقعات کے بہاؤ پر غور کیجئے۔ میں پچھلے مقرر کے نکات کو پھر دہراؤں گا۔ مرحوم آرچ بشپ نے چانسلرشپ کے زمانے میں ملک میں اتحاد، استحکام، تنظیمِ امن اور انصاف کے استقلال کے لئے جو کچھ کیا وہ اور کسی نے نہ کیا ہوگا۔ لیکن آرچ بشپ بنتے ہی اسنے اپنی پالیسی یکسر پلٹ دی۔ وہ ملک کی قسمت کی طرف سے بالکل بے پرواہ ہو کر خود پرستی کا عفریت بن گیا۔ یہ انانیت اتنی بڑھی کہ آخر میں بلا شبہ اس کے لئے ایک نوع کے جنون میں تبدیل ہوگئی۔ میرے پاس ناقابلِ تردید ثبوت موجود ہے۔ متعدد گواہوں کے سامنے اسنے یہ پیش گوئی کی کہ وہ زیادہ عرصے زندہ نہیں رہے گا۔ اور اسے انگلستان میں قتل کر دیا جائے گا۔ اور اسنے اشتعال انگیزی کا ہر ممکن طریقہ استعمال کیا۔ اسکے

ہر طرزِ عمل سے سوا اس کے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ شہید بننے کے لئے
تُلا بیٹھا تھا۔ آخر وقت میں بھی وہ عقل سے کام لے سکتا تھا۔ لیکن آپ نے دیکھا
کہ اس نے کس طرح ہمارے سوالوں کو ٹالا۔ ہمارے پیمانۂ صبر کو حد سے زیادہ
لبریز کرنے کے باوجود وہ بچ سکتا تھا۔ اگر وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتا
تو اتنی دیر میں ہمارا حق بجانب غصہ بھی ٹھنڈا ہو سکتا تھا۔ یہی چیز تو وہ نہیں چاہتا
تھا۔ جس وقت ہم طیش میں آکر آگ بگولا ہو رہے تھے، وہ مصر تھا کہ دروازے
کھول دیئے جائیں۔ میں اور کیا عرض کر سکتا ہوں؟ اور حقائق کی روشنی میں اب
بلا تامل یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس شخص نے دماغی توازن کو لمحاتی طور پر کھو کر خودکشی
کرلی۔ ایک ایسے شخص کے لئے جو بہر حال ایک عظیم انسان تھا، آپ ایسا ہمدردانہ
فیصلہ ہی صادر کر سکتے ہیں۔

پہلا نائیٹ۔ شکریہ ترٹو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اور کچھ کہنے کے لئے باقی نہیں رہا۔ اور میری تجویز
ہے کہ آپ سب اپنے اپنے گھروں کو خاموشی سے واپس چلے جائیں۔ یہ خیال رہے
کہ سڑک کے نکڑوں پر گروہ بنا کر کھڑے نہ ہوں اور کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے
امن عامہ میں خلل پڑے۔

(نائیٹ جاتے ہیں)

پہلا پادری۔ اے باپ —— باپ —— ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ ہم نے آپ کو کھو دیا۔ ہم
آپ کو کہاں پائیں گے۔ آپ کس دوری کے فاصلے سے جھک کر ہمیں دیکھ رہے
ہیں۔ آپ جنت میں ہیں۔ کون ہمیں راہ دکھلائے گا۔ حفاظت کرے گا۔ ہمارا ناصح ہوگا؟
کن یاتراؤں کن مزید دہشتوں کے بعد ہم آپ کو دوبارہ پا سکیں گے؟ آپ کی طاقت
کا ورثہ کب ملے گا؟ کلیسا اجاڑ ہو گیا۔ تنہا، ملوّث بے عزت بے نشان۔ کفار
اسکے کھنڈروں پر اپنی ملحدانہ دنیا کی بنیادیں رکھیں گے۔ مجھے یہ نظر آ رہا ہے۔ مجھے
یہ نظر آ رہا ہے۔

تیسرا پادری۔ نہیں کلیسا اس سے زیادہ مضبوط ہے۔ مصیبت کے عالم ہی میں کلیسا کی جیت

ہوتی ہے۔ فسق ظالموں نے اسے چاروں طرف سے قلعہ بند کر رکھا ہے اور جب
تک انسان اس کے لئے اپنی جانیں دیتے رہیں گے یہ ارفع ترین رہے گا۔ جاؤ گرزدۂ
اداس انا نو گم شدہ، خطا کار روحو، جو زمین اور آسمان دونوں جگہ بے خانماں
ہو جاؤ۔ جہاں برٹنی کی آخری سرمئی چٹان کو یا باب ہرقیولیس کو غروب آفتاب
کی روشنی گل رنگ کر دیتی ہے۔ پُرخطر سفروں پر نکلو تاکہ تمہارے جہاز ان خشمناک
ساحلوں پر تباہ ہوں جہاں سیاہ فام عرب عیسائیوں کو قید کرتے ہیں۔
برف سے گھرے ہوئے شمالی سمندروں کی طرف جاؤ جہاں مردہ سانس
ہاتھ کو بے حس اور دماغ کو ماؤف کر دیتی ہے۔ صحرائی آفتاب کے نیچے نخلستان
تلاش کرو۔ کافرانِ مشرق کے ساتھی بن کر ان کی غلیظ رسوم میں شامل ہو۔ اور ان
کے نفسانیت پرست درباروں میں خود فراموشی کے لمحات حاصل کرنے کی سعی کرو۔
کھجور کے درخت تلے فواتے کے قریب اپنا قعر گمنامی ڈھونڈو۔ فرانس کے اصل
تین میں بیٹھ کر اپنے ناخن کترو۔ ذہنی تکلیف کے محدود حلقے میں تم پھر بھی آوارہ گردی
کرتے رہو گے۔ اور خیال کے لا متناہی چکر میں گھوما کرو گے۔ تاکہ اپنے اعمال کو حق بجانب
ثابت کر سکو۔ تم جھوٹ کا تانا بانا بنو گے جو جیسے جیسے تم بُنتے جاؤ گے اُدھڑتا
جائے گا۔ خود فریبی کے دوزخ میں تم ہمیشہ کے لئے چکر کاٹو گے اور عقیدہ تم کو
کہیں نہ ملے گا۔

زمین پر یہی تمہارا مقدر ہے۔ اور ہم تمہیں آج کے بعد کبھی یاد نہ کریں گے۔

پہلا پادری۔ اے میرے آقا — جس کی نئی حیثیت کا جاہ و جلال ابھی ہم سے پوشیدہ ہے اپنی
مرحمت سے ہمارے لئے دعا کر۔

دوسرا پادری۔ اس وقت خداوند تعالیٰ کے حضور میں، دوسرے تمام اولیا اور شہدا کے درمیان
بیٹھ کر جو تجھ سے پہلے جا چکے ہیں۔ ہمارے لئے دعا کر۔

تیسرا پادری۔ ہمارا شکرانہ رب ذوالجلال کے حضور میں پہنچے جس نے کنٹربری کو ایک اور
سینٹ عطا کیا۔

کورس۔ (جب کہ پسِ منظر میں کوائیر شکرانے کی خاص لاطینی حمد گا رہا ہے)

ہم تیری تعریف کرتے ہیں خداوندا تیرے جلال کی زمین کی ساری مخلوقات میں نمود ہے!

برف میں بارش میں، ہوا میں، طوفان میں، تیری تمام مخلوق میں، شکاریوں میں اور ان کے شکار میں، تیرا جلوہ موجود ہے۔

کیونکہ سارا عالم موجودات اسی طرح موجود ہے جس طرح تو اسے دیکھتا ہے۔ اسے جانتا ہے۔ ساری کائنات محض تیرے نور میں قائم ہے! تیری شان کبریائی ان لوگوں میں بھی ظاہر ہوتی ہے جو تجھ سے منکر ہیں۔ اندھیرا روشنی کا ثبوت دیتا ہے۔

وہ جو تجھ سے منکر ہیں، اگر تو نہ ہوتا تو تیری حقیقت سے انکار نہ کر سکتے۔ ان کا انکار کبھی مکمل نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ خود موجود نہ رہتے۔

ان کا وجود تیرے وجود کا اقرار ہے۔ ساری چیزوں کا وجود تیرے وجود کا اقرار ہے۔ ہوا میں اڑتا پرندہ۔ باز اور ممولہ دونوں۔ زمین کا حیوان ——— بھیڑیا اور بھیڑ دونوں۔ ——— مٹی کا کیڑا اور پیٹ کا کیچوا۔ ———

لہٰذا انسان جسے تو نے اپنے وجود کا احساس دلایا ہے انتہائے شعور سے خیال اور لفظ اور اعمال کے ذریعے تیری تعریف کرتا ہے۔

جھاڑو پر رکھے ہوئے ہاتھ۔ آگ بارنے کے لئے جھکی ہوئی پیٹھ۔ آتشدان کی صفائی کے لئے ٹیکے ہوئے گھٹنے۔ ہم کنٹری کی فرش دھونے اور جھاڑو دینے والیاں۔ ہماری محنت سے دوہری ہوتی ہوئی کمریں۔ گناہ تلے دبے ہوئے گھٹنے۔ سہمے ہوئے چہرے کو چھپانے والے ہاتھ۔ الم سے جھکا ہوا سر۔

ہم لوگوں تک میں، موسم کی آوازیں، جاڑوں کی کپکپاہٹ، بہار کا گیت، گرمیوں کی گنگناہٹ، عنودگی جانوروں اور چڑیوں کی صدائیں، تیری ثنا خواں ہیں۔

تیرے خوں بہا کے کرم اور تیرے خوں بہا کی شفاعت کے لئے ہم تیرے شکرگزار ہیں اے مولا۔ کیونکہ تیرے شہدا اور اولیا کا خون

زمین کو مالا مال کرے گا۔ اس کے ذریعے مقدس جگہوں کی تخلیق ہو گی۔ کیونکہ جہاں کوئی ولی رہا ہے، جہاں کہیں کسی شہید نے یسوع مسیح کے خون کی خاطر اپنا خون بہایا ہے وہ مقام متبرک ہے۔ اور خواہ ان پر سے فوجیں یلغار کرتی گذر جائیں، خواہ گائیڈ بک سنبھالے سیاح ان کی سیر کرنے آئیں۔ ان مقامات کا تقدس کبھی نہ جائے گا۔

یونان سے جہاں مغربی سمندر ساحل کو اپنے دانتوں سے کترتا ہے ریگستان کی موت تک، سلطنت روما کے فراموش شدہ شکستہ ستونوں اور پلی پایوں کے پاس سے جہاں کبھی دعائیں مانگی گئی تھیں، وہ چشمہ ابلتا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ زمین کو از سر نو سرسبز کرتا رہے گا۔ حالانکہ اے انسانوں نے ہمیشہ ہمیشہ محروم رکھنے کی کوشش کی۔ لہٰذا اے خدائے بلند و برتر ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں

جس نے کنٹربری کو ایسی شان بخشی۔

ہمیں درگذر کر اے غفور الرحیم۔ ہمیں تسلیم ہے کہ ہم عام آدمی ہیں۔

ہم وہ معمولی لوگ ہیں جو دروازے بند کر کے آگ کے پاس بیٹھتے ہیں جو خدا کی برکتوں سے ڈرتے ہیں۔ خدا کی رات کی تنہائی سے ڈرتے ہیں جس اطاعت کے ہم سے تاکید کی گئی ہے۔ جن محرومیوں کا ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان سے ڈرتے ہیں جو خدا کے انصاف سے زیادہ انسان کی بے انصافی سے ڈرتے ہیں۔

خدا کی محبت کے ڈر کے مقابلے میں، دریچے پر رکھے ہوئے اجنبی ہاتھ، چھپر میں لگ جانے والی آگ، شراب خانے کی فوجداری ہنر میں دھکا دیکر گرا دیئے جانے کی ممکنات سے ڈرتے ہیں۔

ہمیں اپنی خطائیں، اپنی کمزوریاں، اپنی غلطیاں تسلیم ہیں۔

کہ دنیا کا گناہ ہمارے سروں پر ہے کہ شہدا کا خون اور ولیوں اور نیک بندوں کا کرب ہمارے سروں پر ہے۔

خداوندا ہم پر رحم کر — یسوع مسیح ہم پر رحم کر — خداوندا ہم پر رحم کر — مبارک طامس ہمارے لئے دعا کر۔

(پردہ)

اشارات

•

۱؎ اور ۱۱؎ انجیل مقدس میں ذکر ہے کہ ایک دولت مند آدمی ڈائیوز نے ایک زبردست ضیافت کی بھوک سے نڈھال لیزرس اسکے محل کے پھاٹک پر کھڑا تھا لیکن ڈائیوز نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دینے کے بجائے کتوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا کھلایا۔
مرنے کے بعد لیزرس سیدھا جنت میں گیا اور ڈائیوز جہنم میں۔
جہنم کے نچلے طبقے میں سے ڈائیوز نے سر اٹھا کر اوپر آسمان کی طرف دیکھا اور لیزرس سے بے بسی کے ساتھ التجا کی کہ میں پیاس کی شدت سے بھنا جا رہا ہوں۔ اپنی انگلی پانی میں بھگو کر مجھے دے دو تاکہ میرے عذاب میں کمی ہو۔ لیزرس نے اوپر سے جواب دیا کہ افسوس میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارے اور میرے درمیان ایک وسیع اور عمیق خلیج حائل ہے (ممکن ہے اس قصے کی تفصیلات کچھ اور بھی رہی ہوں۔ میں نے اپنی یادداشت سے لکھ دیا ہے)

۲؎ یہاں پر ایلیٹ کے یہاں ایک بار پھر بھگوت گیتا کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ویدانت اور اسکے بعد بدھ فلسفے میں پہیہ یا چکر ایک مخصوص علامت ہے۔ اسی کو ایلیٹ نے اپنی نظم BURNT NORTON میں STILL POINT OF THE TURNING WORLD کہا ہے۔ بھگوت گیتا کی معرفت اور کیتھولک تصوف میں جو مشابہت ہے اس سے ییٹس اور کبلے کی مانند ایلیٹ بھی بہت متاثر ہیں۔

۳؎ "اور اسٹیون کا دل ایمان کی روشنی سے منور تھا اور اسنے لوگوں کو بہت سکھ پہنچایا اور بہت سے معجزے دکھائے۔ پھر اہل یہود کے ہیکل میں چند لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اسٹیون کو معتوب کیا لیکن وہ اس کی فراست اور روحانیت کی تاب نہ لاسکے۔

تب انہوں نے چند آدمیوں کو رشوت دی جنہوں نے کہا ہم نے خود سنا ہے کہ اسٹیون موسیٰؑ اور خداوند تعالےٰ کی جناب میں کفر بکتا ہے اور انہوں نے عوام کو اسٹیون کے خلاف بہت بھڑکایا اور (اہلِ یہود کے) شاہزادوں اور فقیہوں نے مل کر اس پر حملہ کیا اور اسے پکڑ کر مجلسِ شوریٰ کے سامنے لائے اور اسکے خلاف جھوٹی گواہی دی۔ اور کہا: یہ شخص مقدس ہیکل اور شریعت موسویٰؑ سے باغی ہے۔ اور کہتا ہے کہ مسیح ناصری (ہیکل کو) تباہ کرکے احکام موسویٰؑ کو تبدیل کر دیگا: اور شاہزادے عدالت میں بیٹھے اور اسٹیون کو ٹکٹکی باندھ کر کے دیکھتے رہے اور انہوں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ فرشتے کی مانند پُر نور تھا ــــ پھر انہوں نے اسے جلاوطن کرکے سنگسار کیا اور وہ گھٹنوں کے بل جھک کر اونچی آواز میں روتا تھا ــــ "خداوندا یہ گناہ ان کے حساب میں نہ ڈال۔" ــــ (عہد نامہ جدید)

۵؎ یوحنا رسول۔ (عہد نامہ جدید)

۶؎ "شروع میں لفظ تھا ــــ"

۷؎ یوم معصومین۔ شہنشاہ ہیرودؔ نے عیسائی بچوں کا قتل عام کروایا تھا اس کا ذکر عہد نامہ جدید میں ہے اور اس واقعے کی یاد ۲۸ دسمبر کے روز منائی جاتی ہے۔

۸؎ "ننھے بچوں کے منہ سے سچ نکلے گا۔" یسوع مسیح

۹؎ اس جگہ ملٹن کے SONNET OF PIEDMONTES اور داؤدا کے لحن دونوں کی طرف اشارہ ہے۔

۱۰؎ "اور جرمیاہ پیغمبر کی پیشن گوئی پوری ہوئی جس نے کہا تھا: راما میں ایک آواز سنائی دی۔ المناک۔
روتی ہوئی اور سوگوار۔
راحیل اپنے بچوں کے لئے روتی تھی۔
اور اسے کوئی دلاسہ نہیں دے سکتا کیونکہ اس کے بچے مر چکے ہیں"
ــــ میتھیو کی انجیل (ولادتِ مسیحؑ کا بیان)

۱۱ رومن کیتھولک سلسلہ رہبانیت۔

۱۲ کلیسائے روحانی انسان کی عبادت کے اندر موجود ہے۔ کلیسائے ظاہر پوپ اور چرچ آف روم کے نظام مراتب پر مشتمل ہے۔

۱۳ انسان۔

۱۴ ایلیٹ نے لفظ SARACENS استعمال کیا ہے جس کا ترجمہ میں نے رنج شر کے خیال سے اہل مشرق کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ صلیبی جنگوں کا زمانہ تھا۔

۱۵ ریگستان ایلیٹ کی امیجری میں عموماً جدید انسان کی روحانی ویرانی کی علامت ہے۔ وہ خراب آباد جس میں آج کا انسان روحانی حیات نو سے منکر رہتا ہے۔

(قرۃ العین حیدر)

نیا دور

کراچی

۲۱ — ۲۲

قیمت

۴ روپے

شائع کردہ ۔ پاکستان کلچرل سوسائٹی ۔ کراچی ۵